ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۶ نومبر ۱۹۵۹ء
ہدیہ چار آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ
اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ معاویہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے بلند ہونگی۔

تشریح:۔ حدیث شریف میں ہے کہ نیکی بتانے والے کو کرنے والے جتنا اجر ملے گا۔ اس لئے سارے نمازیوں کی نماز کے برابر مؤذن کو اجر ملے گا اور دنیا میں انسان کا حیوانی جامہ ظاہر ہے اور روحانی اس کے اندر چھپا ہوا ہے قیامت کے دن روحانی جامہ اوپر کر دیا جائے گا اور حیوانی جامہ اندر چھپ جائے گا۔ لہذا مؤذن روحانی لحاظ سے سارے نمازیوں سے اونچے قد والا ہوگا۔ بشرطیکہ حسبتہً للہ ریا اور نمود سے مبرا ہو کر اذان دی ہو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا
وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا
(رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے زیادہ پیاری جگہیں اللہ تعالےٰ کے ہاں مسجدیں ہیں۔ اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں اللہ تعالےٰ کے ہاں بازار ہیں۔

تشریح۔ انسان کی پیدائش کا مقصد یاد الٰہی کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی یاد سب سے زیادہ محبوب چیز ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ محبوب کی قیامگاہ بھی محبوب ہوتی ہے۔ اس لئے مسجدیں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یاد الٰہی سے غفلت اللہ تعالےٰ کے ہاں مبغوض ہے۔ اور غفلت کے اسباب جس جگہ سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں وہ بازار ہیں۔ اس لئے وہ مبغوض ترین جگہیں ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهِ
وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ
(رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا سجدہ میں دعا زیادہ کیا کرو۔

تشریح۔ چونکہ سجدہ کی حالت میں انسان کی انتہائی ذلت اور اپنی عبودیت اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا اظہار ہے اس لئے سجدہ میں قبولیت دعا کا اغلب گمان ہے۔ اس لئے سجدہ میں کثرت دُعا کا حکم ہوا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ عَشْرًا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا۔ اللہ تعالےٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے۔

تشریح۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قرآن حکیم میں اعلان ہے کہ ایک نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ
فِى الصَّلٰوةِ (متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ (ڈھاک) پہ ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔

تشریح۔ کیونکہ یہ صورت تھکے ماندہ اور سست ہونے پر دلیل ہے۔ چنانچہ دوزخ میں دوزخی تھک کر اسی صورت میں آرام کریں گے۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ
خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ
وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور اس کی ماں یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ اس نے کہا۔ مجھے آپؐ نے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا

تشریح۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ (۱) اگر مقتدی فقط ایک ہو۔ تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو (۲) اور عورت مردوں کے پیچھے کھڑی ہو۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ
وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تین آدمی ہوں۔ ایک ان میں سے امام بن جائے اور سب سے زیادہ مستحق امامت کا سب سے زیادہ قرآن دان ہے

تشریح۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اکٹھے نماز پڑھنے والوں میں سے جو سب سے زیادہ عالم ہو۔ وہی امام ہو۔ یہ یاد رہے کہ قاری سے مراد قرآن حکیم کو محض خوش الحانی سے پڑھنے والا نہیں ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَ
اِنْ اَخْطَاُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ (امام) تمہیں نماز پڑھائیں گے۔ اگر ٹھیک پڑھائی تو تم سب کو اجر ملے گا۔ اور غلطی کی تو تمہارا اجر ہو گیا۔ اور گناہ انہیں ہوا۔

تشریح۔ یعنی امام نے نماز پڑھائی اگر صحیح پڑھائی تو امام اور مقتدی دونوں کو ثواب ملے گا۔ اور اگر امام نے غلطی کی تو مقتدیوں کا اجر تو ضائع نہیں ہوگا کیونکہ ان کا کوئی قصور نہیں ہے اور امام کو اپنی غلطی کا گناہ ہوگا۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک ۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ر نومبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۲۶

انقلاب کی سالگرہ

پاکستان میں فوجی انقلاب کا اعلان ۷ر اور ۸ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کی درمیانی رات کو کیا گیا تھا۔ اس لئے انقلاب کا پہلا سال ۷ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو ختم ہو گیا۔ اور عام طور پر ہمیں اس کی پہلی سالگرہ ۸ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو منانی چاہیئے تھی۔ لیکن انقلابی حکومت کی تشکیل ۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو مکمل ہوئی تھی۔ اس لئے حکومت نے ۲۷ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو انقلاب کی پہلی سالگرہ منانے کا فیصلہ کیا۔ ۲۷ر اکتوبر کا دن ۱۴ر اگست کے بعد پاکستان کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

اس دن تمام ملک میں تعطیل منائی گئی۔ عبادت گاہوں میں پاکستان کے استحکام کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کی گئیں۔ پریڈیں ہوئیں۔ فوجی اور سول حکام کو ان کی حسن کارکردگی پر انعامات اور تمغہ جات عطا کیے گئے دن کو عمارتیں سجائی گئیں اور رات کو چراغ اور بجلی کے قمقمے جلائے گئے کئی ہزار قیدی رہا کئے گئے اور بعض کی سزاؤں میں تخفیف کی گئی۔ بنیادی جمہوری اداروں کے قیام کا حکم نافذ کیا گیا۔ حکومت کے سربراہوں نے قوم کے سامنے پورے سال کی کارگزاری کا نقشہ پیش کیا۔ اخبارات نے خاص نمبر شائع کئے۔ غرضیکہ یوم انقلاب بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔

انقلاب کے پہلے سال میں موجودہ حکومت نے بہت سے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں جو دوسری حکومتیں شاید سالہا سال میں بھی سرانجام نہ دے سکتیں۔ صدر مملکت نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ انقلابی حکومت نے ایک سال سے بھی کم مدت میں وہ کام کیا ہے۔ جو پچاس سال میں بھی نہیں ہو سکتا تھا انقلابی حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ زرعی اصلاحات ہیں۔ اس کے بعد بعض نااہل اور رشوت خور سرکاری ملازمین کی تطہیر کا کام ہے۔ سمگلنگ۔ بلیک مارکیٹ وغیرہ کی روک تھام کے لئے مؤثر اقدامات کئے گئے۔ ان سب اقدامات کے نتائج تو قوم کے سامنے آ چکے ہیں۔ ان کے علاوہ پریس۔ قانونی اور تعلیمی کمیشن کی رپورٹیں حکومت کے زیر غور ہیں۔ ان رپورٹوں پر جو فیصلہ جات حکومت صادر کرے گی۔ وہ بھی بہت اہم نتائج کے حامل ہوں گے۔ ان سب کارناموں کے علاوہ افراط زر اور معاشی بدحالی کا مسئلہ بھی بہت حد تک حل ہو چکا ہے غرضیکہ ایک سال کے مختصر عرصہ میں ہماری نئی حکومت نے ملک اور قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے جو کچھ کیا ہے۔ ہم اس کے لئے اس کو مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے ہماری حکومت کو یہ کارنامے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی

اس موقعہ پر ہم حکومت کی توجہ عوام کی ایک دیرینہ تکلیف کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں اور یہ ہے گرانی کا مسئلہ۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ انقلاب سے پہلے اشیائے صرف کی جو قیمتیں یہاں رائج تھیں۔ انقلاب کے بعد ان میں کمی تو درکنار اُلٹا اضافہ ہو گیا ہے۔ حکومت نے وقتاً فوقتاً ان قیمتوں کو کم کرنے کی طرف سرسری توجہ تو دی۔ لیکن دوسرے اہم مسائل کی طرح سنجیدگی سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ صدر محترم۔ وزراء اور سرکاری افسروں نے کئی بار دھمکیوں سے قیمتوں میں کمی کرنے کی کوشش کی۔ لیکن لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔ اس لئے یہ دھمکیاں کارگر ثابت نہ ہوئیں۔ حال ہی میں حکومت مغربی پاکستان نے مقامی افسروں کو قیمتوں میں کمی کرنے کے جو اختیارات تفویض کئے تھے۔ ان کے ماتحت بعض اضلاع میں قیمتیں کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ لاہور کے مقامی حکام اور تاجروں میں کانفرنسیں ہوئیں۔ تاجروں نے قیمتیں کم کرنے کے لئے ایک دو روز کی مہلت طلب کی۔ لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ انقلاب کی سالگرہ پر صوبائی گورنر۔ صدر مملکت اور وزراء نے عوام کی اس تکلیف پر ایسی چپ سادھی کہ گویا ان کے نزدیک یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ وہ اس مسئلہ کی طرف سنجیدگی سے توجہ دے۔

حال ہی میں مغربی پاکستان کی حکومت نے اسکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کے لئے یونیفارم مقرر کرنے کے احکام جاری کئے ہیں۔ اس سے پہلے مرکزی حکومت سرکلر جاری کر چکی ہے۔ جس میں اس نے سرکاری ملازمین کو لباس اور خوراک میں سادگی اختیار کرنے کی ترغیب دی تھی۔ اپنی جگہ یہ سب کچھ بجا اور درست ہے۔ لیکن ان چیزوں سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات۔ سرکاری ملازمین اور عوام کو نماز کا پابند بنایا جائے۔ اگر کسی وجہ سے حکومت ان کو زبردستی نماز کا عادی نہیں بنانا چاہتی تو کم از کم نماز کی ترغیب کے احکام جاری کرتے ہیں تو کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ نماز کے بارے میں حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کے نام جو فرمان جاری کیا تھا۔ ہم اس کا ترجمہ یہاں پیش کرتے ہیں۔ شاید اللہ تعالےٰ ہماری حکومت کو بھی حضرت عمرؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ یہ آپؓ نے اپنے عاملوں (حاکموں) کو یہ لکھا تھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم نماز ہے۔ پس جس نے محافظت کی نماز کی اور محفوظ رکھا اس کو اس نے محافظت کی اپنے دین کی اور جس نے ضائع کیا نماز کو۔ پس وہ ضائع کرنیوالا ہے بہت زیادہ اس چیز کو جو نماز کے سوا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ بےحیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ اس ارشاد کی بنا پر ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ قوم میں ذہنی انقلاب پیدا کرنے کے لئے نماز کی پابندی از حد ضروری ہے۔ ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ رعایا کے جان و مال اور عزت و آبرو کے علاوہ اس کے دین و ایمان کی بھی حفاظت کرے رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ حسنہ سے تو یہ چیز پوری طرح ثابت ہے۔ اس کے علاوہ برطانیہ کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے۔ جہاں بادشاہ مذہب کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے

باقی بر صفحہ ۱۸

از جناب فصیح ہاشمی

خیالِ مدینہ

ان آنکھوں سے دیکھوں دیارِ مدینہ بلا لیں اگر تاجدارِ مدینہ
ہے صد رشکِ جنّت بہارِ مدینہ گلوں سے فزوں تر ہے خارِ مدینہ
زباں پر ہے صلِّ علیٰ میری ہر دم نگاہوں میں ہے رہگذارِ مدینہ
یہ عالم ہے بس کہ جگہ شور و شر کی مقامِ اماں ہے حصارِ مدینہ
گدا بن کے آئے جہاں پر ملائک وہی ہے درِ تاجدارِ مدینہ

فصیح ہے یہی آرزو اب تو دل کی
گزاروں میں لیل و نہارِ مدینہ

از محمد شجاع فردوسی

نعت شریف

سُلطانِ جہاں محبوبِ خدا تیری شان و شوکت کیا کہنا
ہر اک کی زباں پر نام ترا تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا
ہے سر پر تاج نبوّت کا جوڑا ہے تن پہ کرامت کا
سہرا ہے جبیں پہ شفاعت کا اُمت پہ ہے رحمت کیا کہنا
اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر فرمائے تیرے حق میں داور
وحدت کا کیا تجھ کو مظہر اور دی ہے کثرت کیا کہنا
معراج ہوئی تا عرش گئے حق تم سے ملا تم حق سے ملے
سب رازِ فَاَوْحیٰ دل پہ کھلے یہ عزّت و حشمت کیا کہنا
حوروں نے کہا سُبحان اللہ غلماں نے پکارا صلِّ علیٰ
اور قدسی بولے اِلّا اللہ ہے عرش پہ دعوت کیا کہنا
قرآن کلامِ باری ہے اور تیری زباں سے جاری ہے
کیا تیری فصاحت پیاری ہے اور تیری بلاغت کیا کہنا

والشمس چمک طٰہٰ رنگت
پھر اس میں ملاحت کیا کہنا

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۵۹ء

محررہ از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

کئی ایسی چیزیں جو دنیا میں ہماری دوست ہیں قیامت کے دن دشمن ہو جائینگی۔

اس عنوان کے متعلق قرآن مجید سے متعدد شہادتیں

پہلی

کانوں اور آنکھوں اور کھالوں کا انسان کے خلاف شہادت دینا

وَ یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ۰ حَتّٰی اِذَا مَا جَآءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَ اَبْصَارُھُمْ وَ جُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۰ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّ ھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۰ وَ مَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَآ اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۰ وَ ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۰ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ ج وَ اِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا ھُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ۰ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ ع ۳ - پ ۲۴)

ترجمہ - اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور انکی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی - وہ کہیں گی - کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی - جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے - لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا - تمہیں برباد کیا - پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے - پس اگر وہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا آگ ہی ہے اور اگر وہ معافی چاہیں گے تو انہیں معافی نہیں دی جائے گی -

غور کریں

برادران اسلام اور خواتین سے عرض کرتا ہوں - کہ قرآن مجید کی گذشتہ آیات کا جو ترجمہ کیا گیا ہے - اسے غور سے پڑھیں اور اس ترجمہ کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں اور غور کریں کہ کہیں ہماری حالت ہی کا نقشہ تو ہمیں نہیں دکھایا جا رہا ؟ اللھم وفقنا لاصلاح حالنا - آمین یا الہ العالمین -

دوسری شہادت

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ وَ لَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ۰ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِھِمُ الْاَسْبَابُ ۰ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْھِمْ ؕ وَ مَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۰ سورۃ البقرہ ع ۲۰ پ ۲ -

ترجمہ - اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں - جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے - اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش دیکھتے وہ لوگ جو ظالم ہیں - جب عذاب دیکھیں گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے - اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے - جب وہ بیزار ہو جائینگے جن کی پیروی کی گئی تھی ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی - اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی - کاش ہمیں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے - جیسے یہ ہم سے بیزار ہو گئے ہیں - اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال حسرت دلانے کے لئے دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے دُنیا میں اللہ تعالےٰ کا سا تعلق جو فقط اسی سے رکھنا چاہیئے تھا - وہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں سے بھی رکھا تھا اور ان کے ساتھ ان کو محبت بھی ایسی تھی - جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہی ہونی چاہیئے تھی - قیامت کے دن ان لوگوں کو جب پتہ چلے گا کہ پکڑنے یا چھوڑنے کی طاقت تو ساری اللہ تعالےٰ کے قبضہ ہی میں ہے اور کسی کو اس معاملہ میں دخل ہی نہیں ہے - اور جن لوگوں سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا سا تعلق رکھا تھا - وہ خود بھی ان سے بیزار ہو جائیں گے - اور اس دن کے عذاب سے چھڑانے کے لئے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے - اس وقت

یہ مشرک لوگ (جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے ساتھ کچھ ایسا تعلق رکھا تھا) کہیں گے۔ کاش کہ ہمیں دنیا میں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم وہاں جا کر ان سے ایسے ہی بیزار ہو جاتے۔ جیسے یہ ہم سے آج بیزار ہو گئے ہیں۔

اب کیا ہوسکتا ہے

دنیا کی وہ باتیں یاد کر کر کے سوائے افسوس کے انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ اور وہ باوجود اس حسرت اور افسوس کے دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے۔

اگر مسلمان مذکور الصدر

مصیبت سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا فقط ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ماں کے پیٹ میں بنانے والا۔ وہاں سے باہر لانے والا ماں کی چھاتی سے دودھ پلانے والا بیمار کرنے والا۔ صحت بخشنے والا روزی میں تنگی کرنے والا۔ کشادگی کرنے والا زندہ رکھنے والا۔ مارنے والا۔ غرض ہر طرح نفع یا نقصان کا مالک فقط اسی ایک اللہ جل شانہ کو سمجھنا چاہیئے۔ اس ایک اللہ تعالیٰ کو سب سے بے نیاز اور باقی سب مخلوقات کو اس کا محتاج سمجھنا چاہیئے۔

غرضیکہ

اس سارے جہان کی چیزوں کا خالق اور مالک فقط اس ایک اللہ تعالیٰ کو سمجھنا چاہیئے۔ ہر نفع اور ضرر کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے اور اس جہان کا باقی رکھنا یا فنا کرنا اسی کی مرضی پر موقوف ہے۔ ان عقائد کا معتقد توحید پرست کہلائے گا۔ اور اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی کسی غیر کے سپرد کر دی تو مشرک ہو جائے گا اور یہ یاد رہے کہ مشرک کے لئے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہے اور نہ دوزخ سے نجات ہے۔

تیسری شہادت

وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِن شَيْءٍ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللّٰهُ لَهَدَيْنَاكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ ۝ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

سورۃ ابراہیم۔ رکوع ۳ و ۴ پ ۱۳۔ ترجمہ اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے تب کمزور متکبروں سے کہیں گے۔ ہم تو تمہارے تابع تھے۔ سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے۔ وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہیگا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آپ نے دیکھا

وہی شیطان لعین جس نے دنیا میں لاکھوں کیا بلکہ کروڑہا بلکہ اس سے زیادہ انسانوں کو سبز باغ دکھا کر دوست بن کر اللہ تعالیٰ سے باغی بنایا تھا کہ وہ بدقسمت لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر یا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آسمانی کتاب کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور جس طرح انسان اونٹ کی نکیل میں رسی ڈال کر اونٹ کو جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان نے انسانوں کو خواہشات نفسانی کے سبز باغ دکھا کر کروڑہا انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ اپنے ضمیر کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف چلایا تھا۔ آج وہ لعین پلا جھاڑ کر الگ ہو گیا ہے۔ الٹا اپنے متبعین کو ڈانٹ رہا ہے کہ میرا تم پر کوئی زور تھوڑا ہی تھا۔ بلکہ میں نے تو فقط معمولی توجہ دلائی تھی اور تم نے فوراً میری بات مان لی۔ پہلے دنیا میں دوست بن کر گمراہ کیا اور آج قیامت کے دن الٹا ان لوگوں کو ذلیل کر رہا ہے۔ اللھم لاتجعلنا من حزب الشیطن آمین یا الہ العالمین

چوتھی شہادت

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَّامْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝ سورۃ التحریم ع ۲۔ پ ۲۸۔

ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی۔ سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور کہا جائے گا دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

قابل عبرت

یہ چیز ہے کہ باوجودیکہ دونوں پیغمبروں کی بیویاں دین کے معاملہ میں ان کے ہمخیال نہیں تھیں۔ پھر بھی ان حضرات انبیاء علیہما السلام کی فراخ حوصلگی یہ ہے کہ انہیں اپنے گھروں میں بحیثیت بیویوں کے رکھا اور دنیاوی نقطۂ نگاہ سے نان و نفقہ کے جو حقوق خاوند پر لازم ہوتے ہیں۔ وہ آخر دم تک انجام دیتے رہے ہوں گے۔ مگر قیامت کے دن دونوں حضرات انبیاء علیہما السلام بیویوں سے کوئی ہمدردی نہیں کریں گے۔ ان بیویوں کے حق میں بارگاہ الٰہی میں شفاعت کے لئے لب کشائی بھی نہیں کرینگے

پانچویں شہادت

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ٥) سورہ حٰم السجدہ ع ۴ پ ۲۴

ترجمہ۔ اور قیامت کے دن کافر کہینگے اے ہمارے رب ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ دکھا۔ جنہوں نے ہمیں (دنیا میں) گمراہ کیا تھا (جس کے سبب سے آج ہم دوزخ میں جا رہے ہیں) ہم (ان جنوں اور انسانوں کو) اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

عبرت

یہ ہے کہ یہی لوگ دنیا میں تو ان جنوں اور انسانوں کے مخلص یار تھے انبیاء علیہم السلام یا ان حضرات کے مخلص متبعین جو انہیں دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔ وہ ان کو برے معلوم ہوتے تھے۔ آج انہیں اپنے یاروں کے متعلق مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کے بازو حوالے کر دیئے جائیں۔ تاکہ دوزخ میں انہیں اپنے قدموں کے نیچے روندیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اے موجودہ دور کے مسلمان

گوش ہوش سے سن۔ آج تیرا عموماً یہی حال نظر آتا ہے۔ کہ انسانوں میں سے جو تمہیں خلاف شریعت اسلامی کام کرانے والے یار ہیں۔ وہ تمہارے پیارے ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کتاب و سنۃ کی روشنی میں سیدھے راستہ پر لانا چاہتے ہیں اور تمہاری زندگی کو اللہ تعالٰے کے قانون قرآن مجید اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اے مسلمان اللہ تعالٰے کی مرضی کے خلاف چلانے والے لوگوں کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور ان حق پرست حضرات دین الٰہی کی حمایت کرنے والوں کی مخالفت کرتا ہے۔ بلکہ ان حضرات کے حق میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کرکے اپنے دل کو خوش کر لیتا ہے۔ اے مسلمان ہوش میں آ اور اپنے رویے کو بدل۔ خدا پرستوں کا ساتھ دے اور قانون الٰہی کی مخالفت کرنے والوں سے قطع تعلق کر لے۔ یہی تیرے لئے نجات کی راہ ہے۔

دونوں سے

بے دین مردوں اور بے دین عورتوں دونوں سے اپیل کرتا ہوں کہ میرا سابقہ سطور کا مشورہ مان لو۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ

چھٹی شہادت

(هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ٥ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ٥ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥) سورہ یٰسٓ ع ۴ پ ۲۳

ترجمہ۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے میں جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے اس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

عبرت

یہ ہاتھ اور پاؤں وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے یہ بے دین لوگ عیاشیاں اور بدمعاشیاں کیا کرتے تھے اور یہی ان کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے۔ یہی ان کے مونس اور ہمراز تھے۔ وہی آج ان بدنصیبوں کے خلاف شہادت دے رہے ہیں سورۃ حٰم السجدہ میں آ چکا ہے کہ بے دین لوگ قیامت کے دن اپنے کانوں اور آنکھوں اور کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم سے اللہ تعالٰے نے یہ حالات اپنے حکم سے کہلائے ہیں جو ہمیں معلوم تھے اور ہم حکم الٰہی کے باعث ان حالات کے بیان کرنے میں مجبور اور معذور تھے

ہاں ایک قسم کے دوست ایسے بھی ہیں

جو قیامت کے دن بھی دوست ہی رہینگے

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ٥ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ٥ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ٥ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ٥) سورۃ الزخرف ع ۶ و ۷ پ ۲۵۔

ترجمہ۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ مگر پرہیزگار لوگ (کہا جائے گا) اے میرے بندو تم پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے (یہ کون لوگ ہوں گے) جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار تھے تم اور تمہاری بیویاں خوشیاں کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ان لوگوں کو جنّت میں کیا ملے گا۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ج وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ج وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥) سورۃ الزخرف ع ۷ پ ۲۵۔

ترجمہ۔ ان کے سامنے سونے کے پیالے پیش کئے جائیں گے اور آبخورے بھی۔ اور وہاں جس چیز کو دل چاہے گا۔ اور جس سے آنکھیں خوش ہونگی موجود ہوگی اور تم اس میں ہمیشہ رہوگے۔

یہ بہشت تمہیں کس بنا پر دیا گیا ہے۔

(وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ٥) سورۃ الزخرف ع ۷ پ ۲۵ ۔ ترجمہ۔ اور یہی وہ جنت ہے۔ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو۔ ان اعمال کے بدلہ جو تم کرتے تھے (یعنی دنیا میں جو نیکیاں تم کیا کرتے تھے)

مذکور الصدر دوستوں کی دوستی کا مدار

تقوٰی (پرہیزگاری) پر تھا۔

جس طرح ایک شعر مشہور ہے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ترجمہ۔ پرندوں میں سے ہر پرندہ اپنی جنس کے ساتھ اڑتا ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ۔

واقعہ بھی یہی ہے

کہ دنیا میں ہر انسان اپنے ہمرنگ انسانوں ہی میں بیٹھنے کو پسند کرتا ہے تاکہ یکجہتی کے خیال سے اپنے مسلک کے متعلق ایک دوسرے کے ساتھ دل بہلانے کی باتیں کریں۔ مثلاً ایک طبیب کو ایسے شخص کی مجلس پسند آئے گی۔ جو اسی کی طرح

باقی صفحہ ۱۲ پر

حضرت مولانا احمد علی صاحب

اصولِ ہزیمت اعداء اسلام

تشریح مضامین سورۂ کوثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡد

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ وَبِکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۵

سورۃ الکوثر

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۵ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ۵ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ۵

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ کو کوثر دیا۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر تحقیق تیرا دشمن ہی تباہ ہوگا۔ انتہیٰ

احادیث متعلقہ کوثر

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے۔ بے شک میرا حوض ایلہ سے عدن کے فاصلہ سے بھی زیادہ دور ہے۔ یقیناً وہ برف سے زیادہ سفید ہے اور دودھ ملے شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں اور بے شک لوگوں کو میں اس سے ہٹاؤں گا۔ جس طرح آدمی اپنے حوض سے لوگوں کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔ صحابہ کرام رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم کیا آپ اس دن ہمیں پہچانیں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تمہاری ایک علامت ہوگی جو دوسری امتوں کی نہیں ہوگی۔ تم میرے ہاں آؤ گے۔ تمہارے ہاتھ اور پاؤں اور منہ وضو کے باعث روشن ہوں گے۔ (رواہ مسلم)

۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں تمہارا حوض پر پیشرو ہوں۔ جو شخص میرے ہاں آئے گا۔ پیئے گا۔ اور جو پیئے گا۔ وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ میرے ہاں بعض قومیں آئیں گی۔ جن کو میں پہچانوں گا۔ اور وہ مجھے پہچانیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈالا جائے گا۔ (یعنی مجھ تک پہنچنے سے انہیں روکا جائے گا)۔ پھر میں کہوں گا۔ بیشک وہ میری اُمت سے ہیں۔ پھر کہا جائے گا۔ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا ایجادات (دین میں) کر رکھی تھیں۔ پھر میں کہوں گا۔ جس شخص نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل اختیار کیا تھا۔ اس کو ہٹا دو۔ ہٹا دو۔ (متفق علیہ)

تفصیل مضامین سورۃ

تمہید۔ اس سورۃ میں ابتداءً ایک انعام الٰہی (اعطاء کوثر) کا ذکر کیا گیا ہے بعد ازاں نماز اور قربانی پر دشمنان اسلام کی تباہی کا ذمہ لیا گیا ہے۔ بظاہر مسلمان کم و بیش نماز بھی پڑھتے ہیں اور عیدالاضحیٰ پر قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ لیکن اعدائے اسلام پہ ہماری نمازوں اور قربانیوں سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اللہ تعالےٰ اور اسکی کلام دونوں سچے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ مضمون سورۃ کو ایسے طریقے سے واضح کریں کہ ارشاد الٰہی کی حکمت سمجھ میں آجائے اور صداقت ذہن نشین ہو جائے۔ واللّٰہُ موفق والمعین

معنیٔ کوثر

قولہٗ تعالیٰ اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ الآیہ۔ مفسرین حضرات نے کوثر کے دو معنے کئے ہیں۔ ایک حوض کوثر[1] جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میدان محشر میں اپنی امت کو پلائیں گے اور دوسری خیر کثیر مراد لی ہے اور خیر کثیر[1] سے مراد قرآن ہے۔

تطبیق

میرے خیال میں ہر دو معنوں سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ کہ جو چیز دنیا میں پائی جاتی ہے۔ اس کی اصل ایک دوسرے جہان میں موجود ہے۔ جس کا نام عالم مثال ہے اور وہاں کی چیزوں کو اس جہان کے مناسب اجسام دیئے جاتے ہیں۔ اس بنا پر وہ قرآن حکیم جو یہاں صفحۂ قرطاس پر منقوش ہے اور مومنین کے دل و دماغ میں محفوظ ہے اور بین الدفتین مجلد ہے۔ انسان جس کو ہاتھ میں اٹھا لیتا ہے۔ اس کا ظہور عالم مثال میں بصورت حوض کوثر ہوگا۔ جن لوگوں نے عالم ناسوت میں اس چشمہ الٰہی سے جرعہ نوشی کی ہے۔ وہ وہاں بھی حوض کوثر سے شراب طہور پی کر ایسے مست ہو جائیں گے۔ کہ ان پر محشر کا پچاس ہزار سالہ دن اس طرح گذر جائے گا۔ گویا کہ چار رکعت نماز ادا کی اور جن لوگوں نے یہاں اس منبع خیر و برکت سے اعراض برتا۔ وہ وہاں بھی اس سے محروم رکھے جائیں گے۔

محل وقوع کوثر

بعض احادیث سے حوض کوثر کا جنت میں ہونا اور بعض سے محشر میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دونوں کی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اصل تو جنت میں ہے اور اس کی ایک شاخ اللہ تعالےٰ کے حکم سے میدان محشر میں آجائے گی۔ قولہٗ تعالےٰ فَصَلِّ لِرَبِّکَ[2] ترجمہ۔ پھر اپنے رب کے لئے نماز پڑھ

ربط آیات سورہ کوثر چونکہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا ہے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ اس نعمت کے شکریہ میں بدنی اور مالی قربانی کریں۔ نتیجہ ان قربانیوں کا آپکی کامیابی اور آپکے دشمن کی تباہی ہوگا۔

[1] شواہد التفاسیر قیل ہو حوض لہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی المحشر (روح المعانی صفحہ ۲۴۵ ج ۳۰)

[1] شواہد التفاسیر قولہٗ تعالیٰ انا اعطینٰک الکوثر ای الخیر الکثیر وان الحسن انہ القرآن روح المعانی صفحہ ۲۴۵ ج ۳۰

[2] شواہد التفاسیر قولہٗ تعالیٰ فصل لربک لترتیب من بعدہا علیٰ ما قبلہا فان اعطاءہٗ تعالیٰ ایاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما ذکر من العطیۃ التی لم یعطہا احد من العٰلمین مستوجب للمامور (روح المعانی صفحہ ۲۴۶ ج ۳۰) وفی موضع اٰخر فیہا رای فی الصلوٰۃ اداء لحق شکرہ تعالیٰ علیٰ ذٰلک فان الصلوٰۃ جامعۃ لاقسام الشکر روح المعانی صفحہ ۲۴۶ ج ۳۰

شکرِ نعمت

شکر نعمت یہ ہے کہ جس مصرف میں صرف کرنے کیلئے اللہ نے وہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ وہیں صرف کی جائے اور کفران نعمت سے یہ مُراد ہے کہ بے مصرف صرف کی جائے اور ہر نعمت کا الگ الگ مصرف ہے۔

شکرِ نعمت قرآن

قرآن حکیم خزانہ علم الٰہی ہے اور یہ خزانہ اس لئے دیا گیا ہے کہ خلق خدا کے دلوں سے ظلمتِ جہالت نکال دی جائے اور اس کے بجائے نور علم بھر دیا جائے وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ۔ ترجمہ۔ اور میری (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف قرآن اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے میں تمہیں اور ہر اُس شخص کو ڈراؤں جسے یہ قرآن پہنچے۔ انتہٰی۔ لہٰذا نعمتِ قرآن حکیم کا شکر یہ یہی ہے کہ اس کی تبلیغ عام کی جائے۔ چپہ چپہ زمین پر اس کا نور پھیلا دیا جائے۔ کسی شخص کے کان اس سے نا آشنا نہ رہیں۔ کوئی دل اس کی تصدیق سے خالی نہ رہے۔

کفرانِ نعمتِ قرآن

کفران نعمت یہ ہے کہ اس کے حامل مونہوں پر مہر سکوت لگا لیں۔ خلق اللہ کی گمراہی اور بے راہ روی سے ذرہ بھر متاثر نہ ہوں۔ حصول مفاد دنیا کی خاطر مداہنت سے کام لیں اور اِشْتِرَاءَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا سے باز نہ آئیں۔ ایسے ناعاقبت اندیشوں کے حق میں مندرجہ ذیل وعید آیا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ (سورہ بقرہ) ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

شکرِ نعمت قرآن کیلئے مسلمانوں کا اِجتماع

جب شکر نعمت قرآن تبلیغ قرآن پر موقوف ہوا اور علماء علوم قرآن کا فرض منصبی تبلیغ ٹھہرا تو اللہ تعالیٰ کی حکمت نے تقاضا کیا کہ دوسرے لوگوں کو استماع قرآن کے لئے مجبور کر کے جمع کیا جائے اور ایک منظم صورت میں سننے اور سنانے والے مجتمع ہو کر اس فرض کو انجام دیں۔ اس واسطے ارشاد ہوتا ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ (پس اپنے رب کی نماز پڑھ) نماز میں از روئے شرع اسی کو امام بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ قرآن کا عالم ہو۔ نماز ایک ایسی معجونِ مرکب ہے جس میں عبادت کے علاوہ زندہ قوم بنانے کے تمام لوازمات موجود ہیں۔ ایثار مساوات اتحاد۔ انتخاب امیر۔ اطاعت امیر۔ وحدۃ مرکزی۔ جذبۂ قربانی۔ یاد آخرت ذکر۔ شکر۔ صبر۔ دعا کی عملی تعلیم نماز میں دی جاتی ہے۔ اگرچہ عنوانات مذکورۃ الصدر پر علیحدہ علیحدہ مفصل بحث کی جا سکتی ہے۔ لیکن اسوقت ہمارے موضوع سورۃ سے یہ چیز خارج ہے۔

اس لئے فقط ایک امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ نماز میں چونکہ تعلیم قرآن مقصود بالذات چیز ہے۔ اس لئے انتخاب امیر میں مہارت علوم قرآنیہ کو طغرائے امتیاز قرار دیا گیا ہے۔ گویا اشاعت کتاب اللہ کی ایک بہترین صورت شارع نے تجویز فرمائی کہ ماہر قرآن تقریر کر رہا ہو اور سامعین ہمہ تن گوش ہو کہ اس کے الفاظ کو سن رہے ہوں۔ جو لفظ قاری کی زبان سے نکلے۔ وہ سامعین کے کانوں سے گزر کر دل میں اُترتا جائے۔ نماز کے اندر والی اشاعت قرآن سے فقط وہ لوگ بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ جو حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں لیکن غیر مسلموں کی ہدایت کے لئے بھی مسلمانوں پر اشاعت قرآن حکیم کا فرض عائد ہوتا ہے۔ البتہ اس بیرونِ صلوٰۃ والی اشاعت میں تقسیم عمل سے کام ہوگا جن حضرات علمائے کرام کے سینے نور علم الٰہی کے خزانے بنائے گئے ہیں۔ وہ اپنے اوقات عزیزہ زندگی کو خالصاً لوجہ اللہ تعالیٰ تبلیغ و اشاعت قرآن کے لئے وقف کر دیں اور جو لوگ صاحب دولت و ثروت ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ ایسے علمائے کرام کی خدمت مالی کرنا اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں تاکہ یہ اشتراک عمل دونوں کی نجات اخروی کا ذریعہ بن جائے۔

الغرض

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا راز اشاعت قرآن ہی میں مضمر تھا۔ اس مقدس کتاب کی علمی اور عملی نشر و اشاعت ہی ان کی زندگیوں کا نصب العین تھا۔ جب وہ قانون الٰہی (کتاب اللہ) کی حفاظت و صیانت کے لئے سفر و اقامت اختیار کرتے تھے۔ تب اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کے خزانے ان کی حمایت کے لئے وقف کر دیئے تھے۔ جہاں جاتے تھے نصرت الٰہی ان کا ساتھ دیتی تھی۔ فتح کا سہرا ان کے سر باندھا جاتا تھا۔ کامیابی ان کی قدمبوسی کرتی تھی۔

ہزیمت اعداءِ اسلام کا اصل اوّل

حاصل یہ ہے کہ اگر مسلمانان عالم آج بھی صحابہ کرامؓ کی طرح اپنی زندگی کا نصب العین اشاعۃ کتاب اللہ بنائیں اور قرآن کے علم و عمل کا رنگ صحابہ کرامؓ کی طرح اپنے اوپر چڑھائیں اور دوسرے پر یہی رنگ چڑھانے کے لئے قدم بڑھائیں تو پھر بدستور سابق نصرۃ الٰہی ان کا ساتھ دے۔ فتح کا سہرا ہر میدان میں ان کے سر باندھا جائے۔ کامیابی ان کی قدمبوسی کرے۔ قولہٗ تعالےٰ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

ہزیمت اعداءِ اسلام کا اصل دوم

قولہٗ تعالیٰ (وَانْحَرْ اور قربانی کر)

ابتداءِ قربانی

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے اور وحی الٰہی ہوتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بیدار ہو کر اپنے بیٹے کو خواب کا ذکر سنایا یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (سورہ صٰفّٰت) بیٹے (حضرت اسمٰعیلؑ) نے جواب دیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو پورا کیجئے یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ مجھے آپ (ضرور) انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ سَتَجِدُنِیْ

شواہد التفاسیر قولہٗ تعالیٰ وانحر والاکثرون علیٰ ان المراد بالنحر نحر الاضاحی (روح المعانی صفحہ ۲۴۶ ج ۳۰)

إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ چنانچہ اس مکالمہ کے بعد باپ بیٹا دونوں باہر تشریف لے گئے۔ تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حکم الٰہی کی تعمیل کریں۔ باہر جاکر باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا۔ تب آسمان سے آواز آئی کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ اس امتحان کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا حضرت ابراہیمؑ کو عطا فرمایا۔ انہوں نے بیٹے کے عوض اس مینڈھے کو ذبح کیا۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ اسکے بعد حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں قربانی کی رسم پڑی

نتائج واقعہ مذکورہ قربانی

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اکلوتے بیٹے کو حصول رضاء الٰہی کی خاطر ذبح کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔ تب معلوم ہوا کہ اپنی جان دینے (جو اپنے ہاتھ سے بیٹا ذبح کرنے سے زیادہ آسان ہے) کے لئے بطریق اولیٰ تیار تھے۔

۲۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اولاد اور جان دینے کے لئے تیار تھے۔ تو مال قربان کے لئے بطریق اولیٰ تیار ہونگے۔

۳۔ جب جان اور اولاد دینے کیلئے تیار تھے تو حصول رضا الٰہی کے لئے وطن چھوڑنے کے لئے بطریق اولیٰ تیار ہونگے۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس کارنامے سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے۔ کہ انکا ایمان اتنا قوی ہے کہ جب کبھی آئندہ بھی ان کو اللہ سے اس قسم کا کوئی حکم ملے گا تو اسکی تعمیل کے لئے بطیب خاطر آمادہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ ہر کام کی ابتدا مشکل ہوتی ہے۔ تجربہ کے بعد تو اور زیادہ آسان ہو جاتا ہے

شریعت محمدیہ میں ابراہیمی قربانی کی یاد تازہ

سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے نسبی اور روحانی خلف الرشید ہیں۔ نسبی خلافت سے تو کسی کو انکار نہیں ہے۔ روحانی خلافت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ترجمہ۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو آپ کا اتباع کر چکے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ انتہی

چونکہ آپ نسباً و روحاً حضرت ابراہیمؑ کے جانشین ہیں اور ملۃ ابراہیمی ہی کی تجدید کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے احکام شریعت ابراہیمیؑ ہی کا احیاء فرمائیں گے۔ خواہ تصویر احکام میں کچھ فرق بھی ہو جائے۔ اسی اصل مسلّم کی بنا پر قربانی ابراہیمی کی ہر سال یاد تازہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے کرائی جاتی ہے۔ لہٰذا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا فرض ہے کہ عید الضحیٰ کی قربانی کرتے وقت مذکورۃ الصدر نتائج قربانی کا لحاظ دل میں کر لیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر اس قربانی سے کوئی خاص اثر نہ لیا جائے تو محض جانور کا ذبح کرنا اور گوشت کھا لینا تو کوئی مقصود بالذات چیز نہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ترجمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس تقوے کی قدر و قیمت ہے۔ جو اس قربانی کرنے سے تمہارے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ انتہی۔

مرتبہ قربانی

عبادات مالیہ میں سب سے بڑی عبادت قربانی ہے اور عبادات بدنیہ میں سب سے بڑی عبادت صلوٰۃ ہے اللہ تعالیٰ کے زندہ دل بندوں کو جو لطف نماز میں نصیب ہوتا ہے۔ وہ دوسری کسی عبادت میں نصیب نہیں ہوتا۔ علیٰ ہذا القیاس قربانی میں جو ایثار اور اعتماد علی اللہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی ایک عجیب چیز ہے بشرطیکہ ایمان و اخلاص سے یہ کام کیا جائے۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ واجعل آخرتنا خیراً من الاولیٰ

حاصل اصل دوم

حاصل یہ نکلا کہ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ حصول رضا الٰہی کے لئے ہر بدنی اور مالی اور وطنی قربانی کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا ساری عمر اس سے مطالبہ نہ کرے۔ لیکن مسلم کا فرض ہے کہ اپنی طرف سے کبھی لیت و لعل دل میں نہ لائے۔ قولہٗ تعالیٰ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ بے شک تیرا دشمن ہی ابتر (دم بریدہ) ہوگا۔

آخری نتیجہ

مسلمانان عالم جب ہر دو اصول مذکورۃ الصدر پر دل و جان سے عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے تو پھر امداد الٰہی انکی پشت پناہ ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آئے گا۔ ذلت و نامرادی اور بربادی کا منہ دیکھے گا۔

تفصیل نامرادی دشمن

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو ہر ایک خیر سے محروم کر دیگا۔ اس کا ذکر خیر باقی نہیں رکھا جائے گا۔ مال اور اہل و اولاد کے نفع و خیر سے محروم ہو جائے گا۔ زندگی کو حصول رضاء الٰہی کا ذریعہ نہیں بنا سکیگا ایسے اعمال کی توفیق ہی نہیں ملے گی جن سے آخرت میں نفع پا سکے اور خدا اس کے دل کو خیالات پاکیزہ سے محروم کر دے گا۔ اپنی معرفت اور محبت اور اپنے اصولوں پر ایمان لانے کی توفیق عطا نہیں فرمائے گا اور اسکے اعمال کو

شواہد التفاسیر:۔ قولہ تعالیٰ (إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ) وعمم ہذا الشیخ (ابن التیمیہ) علیہ الرحمۃ کلاماً من جزائی الجملۃ فقال انہ سبحانہ تبتر شانئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کل خیر فیبتر اہلہ ومالہ فیخسر ذلک فی الآخرۃ ویبتر حیاتہ فلا ینتفع بہا ولا یتزود فیہا صالحاً لمعادہ ویبتر قلبہ فلا یعی الخیر ولا یؤہلہ لمعرفتہ تعالیٰ ومحبتہ والایمان برسلہ علیہم السلام ویبتر اعمالہ فلا یستعملہ سبحانہ فی طاعتہ ویبتر من الانصار فلا یجد لہ ناصراً ولا عوناً ویبتر من جمیع القرب فلا یذوق لہا طعماً ولا یجد لہا حلاوۃ وان باشرہا بظاہرہ فقلبہ شارد عنہا وہذا جزاء کل من شانئ ما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لاجل ہواہ (روح المعانی ج ۳۰)

باقی صفحہ ۱۲ پر

از جناب محمد حسام اللہ صاحب شریفی بڈھانوی

انسان جب سے اس دنیا میں وارد ہُوا ہے۔ اسی وقت سے خطا و نسیان کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ اسی بھول چوک کے باعث آدم علیہ السلام بھی اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ اوّل الناس اول ناس انسان اور خطاؤ نسیان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس کا خمیر ہی خطا و نسیان سے مرکب اور بنا ہُوا ہے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ۔ بھول چوک انسان کا خاصہ ہے۔ انسان کی فطرت و جبلت ہی میں خطا و نسیان کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور انسان کے دل و دماغ اور قلب پر اسی کی حکومت ہے کوئی شخص بھی صفحہ دنیا پر ایسا نہیں جو اس کا دعوےٰ کرے کہ وہ بھول چوک سے مبّرا اور پاک و صاف ہے۔ ہاں انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات با برکات کو اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے خصوصی فضل سے اس فعل سے محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ انسان ہوتے ہوئے بھی بہت بلند اور ممتاز مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ جہاں انبیاءؑ کے سوا کسی کی رسائی ممکن نہیں خدا کے بعد جس کا درجہ ہوتا ہے۔ وہ انبیاء علیہم السلام کی ذات با برکات ہی ہے اور پھر ان میں سے بھی بعض کو بعض پر فضیلت ہوتی ہے۔ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ اور خاتم المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ خدا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات والا صفات ہے۔

ایک حدیث میں خاتم المرسلین حضور صلعم ارشاد فرماتے ہیں۔ "اگر انسان گناہ ہی نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرماتے جو گناہ کرتی اور پھر توبہ کرتی" گناہ کرنے کے بعد جب آدمی خدا کے حضور میں عجز و نیاز سے توبہ کرتا ہے تو ایک عجیب کیفیت سے سرشار ہوتا ہے اور اپنے بندے کی اپنے سامنے یہ گریہ و زاری کی کیفیت دیکھ کر باری تعالیٰ بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔

انسان کا تو خمیر ہی خطا و لغزش اور غلطیوں سے بھرپور ہے۔ پھر آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان غلطی ہی نہ کرے لیکن غلطی کرنے کے بعد آدمی اس پر ڈٹ نہ جائے۔ بلکہ فوراً اس سے تائب ہو جائے جان بوجھ کر غلطی کرنا تو پرلے درجے کی حماقت ہے۔ اس امید پر غلطی کرنا کہ پھر توبہ کر لونگا۔ یہ اس سے بھی بڑی غلطی اور حماقت ہے۔ کیونکہ موت کا وقت معیّن کسے معلوم ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے کہ کس کی موت کب اور کہاں واقع ہوگی۔ غلطی سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینی چاہیئے۔ اس میں تاخیر بالکل نہ کرنی چاہیئے۔ نہ معلوم موت کب واقع ہو

شرک و کفر سے بڑھ کر تو کوئی گناہ نہیں۔ اس کی تو بخشش بھی نہیں ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذٰلک لمن یشاءُ۔ لیکن اگر بنی آدم اس جرم عظیم سے بھی تائب ہو جائے تو خدائے رحمٰن و رحیم اس پر بھی رحمت و مغفرت اور لطف و کرم کا پردہ ڈال دیتا ہے اور اس گناہ کو بالکل مٹا دیتا اور پروانۂ معافی عطا فرما دیتا ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ توبہ آخر ہے کیا؟ اَلنَّدَمُ ھُوَالتَّوْبَۃ انسان اپنے سابقہ کئے ہوئے اعمال و افعال پر نادم و شرمسار ہو اور سچے دل سے بارگاہ خداوندی میں اپنے لئے معافی کا طالب ہو۔ اپنے گناہوں کا مقر اور معترف بھی ہو اور پھر یہ وعدہ کرے کہ یا الٰہ العالمین اب جو ہوا سو ہوا۔ اس کو اپنے فضل و کرم سے معاف کر دے۔ آئندہ گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کروں گا۔ لیکن یہ بھی تیرے فضل و عنایت کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا تو ہی میری مدد فرما صرف زبان سے توبہ توبہ کر لینے سے توبہ نہیں ہوتی۔ توبہ دل سے کی جانی چاہیئے۔ اور اسی صورت میں اسکی قبولیت کی امید بھی ہو سکتی ہے

اللہ رب العزت مومنین کو بھی توبہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تاکہ انکے درجات میں مزید ترقی ہو۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا۔ پ۲۸ آخری رکوع۔ (ترجمہ) مومنو! تم سب بارگاہ خداوندی میں خلوص دل سے توبہ کرو۔

اگر تمہیں ڈر ہے کہ ہم سے تو شرک و کفر اور بدعت جتنا بڑا گناہ سرزد ہو چکا ہے۔ پھر کیونکر ہم توبہ کریں۔ تو تم رحمت خداوندی سے مایوس اور نا امید مت ہو یہ تو کفار و مشرکین کا کام ہے۔ اللہ کی رحمت تو بے انداز وسیع ہے۔ اس کا تو کوئی بھی احاطہ نہیں کرسکتا۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ پ۲۴ ع۳۔ لوگو! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو بخش دے گا۔

اگر تمہیں ندامت و شرمساری ہے کہ میں نے پہلے بھی توبہ کی۔ لیکن اس پر کاربند نہ رہ سکا۔ پھر اب کس منہ سے توبہ کروں اور دربار خداوندی میں کیا مُنہ لے کر جاؤں تو گھبراؤ نہیں۔ خدا کی رحمت بے انتہا وسیع ہے۔ وہ بار بار بخشنے والا ہے۔ سو مرتبہ بھی توبہ کرکے توڑ چکے ہو۔ تب بھی اسی کے دربار میں آؤ۔ خلوص کا تحفہ ساتھ لاؤ اور پھر اسکی رحمت و مغفرت اور بخشش کی بہار دیکھو۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اور لطف تو جوانی کی توبہ میں ہے کہ جوان ہوتے ہوئے بھی گناہوں سے نفرت۔ بھلا بڑھاپے کی توبہ بھی کوئی توبہ ہے۔ اس وقت تو گناہ کی طرف اس قدر دھیان ہی نہیں جاتا جتنا جوانی میں۔ اور طاقت بھی تو گناہوں کی اس میں موجود نہیں۔ پھر اگر گناہ نہ کیا تو کیا کمال کیا۔ لطف تو تب ہے کہ گناہ کی طاقت موجود ہوتے ہوئے گناہ سے محفوظ رہے۔ اور گناہ کی طرف دھیان نہ جائے

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

سرور کائنات خاتم الانبیاء والمرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ (ابن ماجہ)۔ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص

اس شخص کی طرح ہے۔ جس سے کوئی گناہ بھی سرزد نہ ہوا ہو۔

مناسب ہے یہاں ایک مشہور غلطی کا بھی ازالہ کر دیا جائے۔ عوام کسی غلطی پر ٹوکنے کی صورت میں یہ کہہ کر گلو خلاصی کرنا چاہتے ہیں "ارے صاحب! چھوڑیئے بھی خدا تعالےٰ تو غفور الرحیم ہے وہ معاف فرما دے گا"۔ ارے بھئی! یہ تسلیم کہ خدا غفور الرحیم بلکہ بے انتہا اور بے حد نہایت بخشنے والا ہے۔ لیکن اوّل تو موت کا وقت معین کسے معلوم ہے؟ نہ معلوم موت کس وقت اور کس حالت میں آ جائے اور انسان یہ حسرت دل ہی دل میں لئے اس دنیا سے سدھار جائے کہ میاں خدا تو غفور الرحیم ہے۔ یہ درست۔ لیکن موت کا وقت تو کسی کو بھی معلوم نہیں۔

اور دوسرے یہ کہ اس ذات والا صفات نے اپنے غفار ہونے کی چند شرائط بھی تو بیان کی ہیں نا ـــ ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہی اس کی مغفرت کی توقع ہو سکتی ہے۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (پ۱۶ سورہ طٰہٰ۔ رکوع ۴) ـــ اور میں بے انتہا بخشنے والا ہوں۔ لیکن اُس شخص کے لئے جو توبہ کرے اور مومن بھی ہو۔ اور عمل صالح بھی کئے ہوں۔ پھر ہدایت پر بھی قائم ہو۔

لام تاکید یہ لا کر اپنے غفار ہونے کی اللہ تعالےٰ نے خوب تاکید کی کہ بیشک میں بے انتہا بخشنے والا ہوں۔ لیکن اس کے لئے کچھ شرائط بھی ہیں جو ان شرائط پر عمل پیرا ہوگا اس کیلئے غفار ثابت ہونگا۔ پہلی شرط یہ کہ وہ شخص اپنے سابقہ گناہوں غلطیوں اور لغزشوں پر نادم و شرمسار ہو کر اللہ رب العزت کی درگاہ میں معافی کا طلبگار ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مومن بھی ہو۔ اللہ رب العزت کے وحدہٗ لاشریک لہٗ فی الذات والصفات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور انکی تعلیمات کو اور یوم آخرت کو برحق تسلیم کرتا ہو اور ان پر پوری طرح یقین رکھتا ہو تیسری شرط عمل صالح کی ہے کہ اس طالب مغفرت نے کچھ نیک عمل کئے ہوں۔ اور مزید نیک عمل کرنے کا خواہشمند ہو ـــ

باقی صفحہ ۱۸ پر

بقیہ خطبہ صفحہ ۷ سے آگے۔

تجربہ کار حکیم ہو۔ دونوں میں سے ہر ایک کا دل چاہے گا کہ ممکن ہے کہ باہمی گفتگو کرنے سے کسی نئے مجرّب نسخے کا پتہ لگ جائے۔

متقی (پرہیزگار)

کا طبعی تقاضا یہ ہوگا کہ میں ایسے آدمیوں کی صحبت میں بیٹھوں جو نیک ہوں جن کی صحبت میں بیٹھنے سے وہ باتیں میرے کان میں پڑیں جو اللہ تعالےٰ نے فرمائی ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہوں۔ جن پر عمل کرنے سے اللہ تعالےٰ راضی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں۔ اور ایسے پرہیزگاروں کو یقیناً ایسے لوگوں کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے جو اپنی مجلسوں میں رات کے سینماؤں میں سُنے ہوئے بیہودہ گیت گائیں اور گانے والیوں کو آپس میں گھر بیٹھ کر گانے کے نمبر دینے شروع کر دیں۔ ایک پرہیزگار انسان کو ایسی مجلس سے یقیناً نفرت ہوگی اور جس وقت بھی موقعہ پائے گا۔ اس مجلس سے نفرت بھرے دل سے اُٹھ کر جائے گا۔

قیامت کے دن بھی یہی ہوگا

کہ جس شخص کو جس قسم کے لوگوں کے ساتھ دلی محبت تھی اور دنیا میں انہی کی جماعت میں زندگی کے ایام بسر کئے تھے قیامت کے دن میدان محشر میں انہیں لوگوں کے ساتھ مل کر آئے گا۔

اس کا ثبوت

(یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ) سورۃ الزلزال پ۳۰۔

ترجمہ۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہونگے۔ ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا۔ ایک زانیوں کا ایک ظالموں کا۔ ایک چوروں کا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹینگے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف چلی جائینگی ۴۴

بقیہ اصول ہزیمت صفحہ ۱۰ سے آگے۔

اطاعت الٰہی سے خالی کر دے گا آئندہ اس کے مددگار و معاونوں کو الگ کر دے گا۔ پھر وہ کسی کو اپنا مددگار و معاون نہ پائے گا۔ غرضیکہ تمام نیکی اور بھلائی کے کاموں سے اس کو محروم کر دے گا۔ اگر وہ کوئی کام نیکی کا کرے گا۔ تو بھی اسے لذتِ ایمانی نہیں آئے گی۔

کامیابی سید المرسلین و خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام

مشتے نمونہ از خروار

۱۔ آپ کو کوثر (خیر کثیر) عطا فرمایا۔
۲۔ آپ کی ہر موقعہ پر مدد کی۔
۳۔ آنکھوں میں ٹھنڈک دی۔
۴۔ دل کو اطمینان عطا فرمایا۔
۵۔ شرح صدر کیا۔
۶۔ آپ کے دل میں اپنی محبت کا ذوق بھر دیا
۷۔ آخرت میں وسیلہ اور مقام محمود عطا فرمایا۔
۸۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کے دروازوں کو کھولنے کا شرف آپ ہی کو عطا فرمایا۔
۹۔ لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) قیامت میں آپ ہی کو عطا فرمایا۔
۱۰۔ وہ حوض کوثر جس سے مومن محشر میں پانی پییں گے۔ عطا فرمایا۔
۱۱۔ تمام مومنین کو آپ کی روحانی اولاد بنایا

آخری عرضداشت

مسلمانوں کا فرض ہے کہ حضور سراپا نور فداہ ابی و امی کی معرفت احکم الحاکمین نے جو کچھ عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے کسی چیز کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور کسی چیز کو خواہشات نفسانی کی بنا پر ردّ نہ کریں۔ اگر بالفرض ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا اتباع نہ چھوڑیں۔ اور دربار نبویؐ سے ناراضگی مول لے کر اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں داخل ہوں

اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل اخرتنا خیرا من الاولیٰ واللھم بحمدك لا الٰہ الا انت استغفرك واتوب الیك ٭

۴۴ اللھم اجعلنا من اھل الجنۃ یا حنان یا منان برحمتك استغیث یا ارحم الراحمین ہ

ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی

تکبّر کی بُرائی اور اس کا علاج

سب سے متکبّر شیطان ہے

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سوائے شیطان کے سب سجدے میں گر پڑے۔ اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔ اس نے حکم الٰہی کو خلاف حکمت مصلحت اور موجب عار سمجھا۔ یہ نہیں کہ صرف سجدہ ہی نہیں کیا ؎

تکبّر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

خدا نے تمہاری تخلیق سے پہلے رہنے سہنے اور کھانے کا سامان پیدا کیا۔ پھر تمہارا مادہ پیدا فرمایا۔ پھر اس مادہ کو ایسا دلکش نقشہ اور حسین و جمیل صورت عطا کی جو کسی دوسری مخلوق کو عطا نہ کی گئی تھی۔ پھر اس تصویر خاکی کو وہ روح اور حقیقت مرحمت فرمائی۔ جس کی بدولت تمہارے باپ آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ و مسجود ملائکہ بنے۔ پھر جس نے اس وقت سجود تعظیمی سے سرتابی کی وہ مردود ازلی ٹھہرا۔ ملائکہ تو حکم الٰہی سنتے ہی سجدہ میں گر پڑے اور اس طرح خلیفۃ اللہ کے روبرو اپنے پروردگار حقیقی کی کامل وفا شعاری اور اطاعت پذیری کا ثبوت دیا۔ اور ابلیس لعین جو ناری الاصل اور جنّ تھا۔ مگر کثرت عبادت وغیرہ کی وجہ سے زمرۂ ملائکہ میں شامل ہو گیا تھا۔ آخر کار اپنی اصل کی طرف لوٹا۔ اسی انکار اور تکبّر کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے مرتبہ قرب سے نیچے گرا دیا۔ اور رحمت الٰہیہ سے بہت دور پھینک دیا گیا۔ آخر میں کہنے لگا کہ میں آگ سے بنایا گیا ہوں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ آگ کو مٹی پر فضیلت ہے۔ میں اس کو سجدہ کیوں کروں۔ بالآخر تکبّر و تعلّی کی راہ سے آتش حسد میں گر کر دوزخ کی آگ میں جا پڑا۔ برخلاف اس کے آدمؑ سے جب غلطی ہوئی تو عنصر خاکی نے خدا کے آگے فروتنی۔ خاکساری اور فرمانبرداری کی راہ دکھلائی اسی لئے خدا نے ان کو چن لیا اور صراط مستقیم پر چلایا ؎

بود آدم دیدۂ نورِ قدیم
موئے در دیدہ بود کوہِ عظیم

ابلیس آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کی بنا پر نیچے گرایا گیا اور آدم علیہ السلام کو ابلیس کی وسوسہ اندازی کی بدولت جنت سے علیحدہ ہونا پڑا۔

خوب سمجھ لو۔ کبر و غرور کوئی اچھی اور پسندیدہ چیز نہیں۔ اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا توحید کا انکار جو کافر دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور غرور و تکبر کا اظہار ان کی چال ڈھال اور طور و طریق سے ہو رہا ہے۔ وہ سب خدا کے علم میں ہے۔ تم ہی ہر کھلے اور چھپے جرم کی سزا ان کو دے گا۔

نمرود

جو لوگ خدا اور پیغمبروں کے مقابلہ میں ناحق کا تکبّر کرتے ہیں اور نخوت و غرور انہیں اجازت نہیں دیتا کہ احکام الٰہی کو قبول کریں۔ اللہ تعالےٰ بھی ان کے دل اپنی آیات کی طرف سے پھیر دیتا ہے۔ تاکہ آئندہ کو اُن سے نفع اُٹھانے کی انہیں توفیق نہ ہو۔ ایسے لوگوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خواہ کتنے ہی نشان دیکھیں اور کتنی ہی آیتیں سنیں۔ ٹس سے مس نہیں ہوتے ہدایت کی سڑک کیسی ہی صاف اور کشادہ ہو۔ اس پر نہیں چلتے۔ ہاں گمراہی کے راستہ پر نفسانی خواہشات کی پیروی میں دوڑے چلے جاتے ہیں۔ تکذیب کی عادت اور لمبی غفلت سے جب دل مسخ ہو جاتا ہے تو اس وقت آدمی اس حالت کو پہنچتا ہے۔ نمرود بادشاہ بھی سلطنت کے غرور میں اپنے آپ کو سجدہ کرواتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا۔ نمرود نے دریافت کیا تو فرمایا۔ میں اپنے ص ۴۴

۴۴ رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ اس نے کہا رب تو میں ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں حاکم کو رب نہیں کہتا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

فرعون

فرعون بڑا متکبّر تھا۔ اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا۔ بنی اسرائیل اس کے مظالم سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے۔ اُن کے بیٹوں کو قتل کرواتا تھا اور اُن کی بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا۔

ایک دن فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ اچھا اینٹوں کا ایک پزاوہ لگواؤ تاکہ پکی اینٹوں کی خوب اونچی عمارت بنوا کر اور آسمان کے قریب ہو کر میں موسیٰؑ کے خدا کو جھانک آؤں کہ کہاں ہے۔ اور کیسا ہے۔ کیونکہ زمین میں تو مجھے کوئی خدا اپنے سوا نظر نہیں آتا۔ آسمان میں بھی خیال تو یہی ہے کہ کوئی نہ ہوگا۔ تاہم موسیٰؑ کی بات کا جواب ہو جائے گا۔ یہ بات ملعون نے استہزا و تمسخر سے کہی اور ممکن ہے کہ اس قدر بدحواس اور پاگل ہو گیا ہو کہ اس طرح کی لچر پوچ اور مضحکہ خیز تجویزیں سوچنے لگا۔ انجام سے بالکل غافل ہو کر تکبر کرنے لگا۔ یہ نہ سمجھا کہ کوئی اس کی گردن نیچی کرنے والا اور سر توڑنے والا بھی موجود ہے۔ آخر خداوند قہار نے اس کو لاؤ لشکر سمیت بحیرہ قلزم میں غرق کر دیا۔ تاکہ یادگار رہے۔ کہ بدبخت ظالموں کا جو انجام سے غافل ہوں۔ ایسا انجام ہوا کرتا ہے۔

(باقی پھر)

دارالعلوم دیوبند کی حیرت انگیز غیبی نصرت

از جناب محمد سعید احمد صاحب مدرس عربیہ رحیمیہ ڈونگہ بونگہ

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین۔ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۝

من کان لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لہٗ

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ ابتداء میں اہلِ شوریٰ نے درخواست کی کہ آپ بھی مدرسہ کی مدرسی قبول فرماویں۔ اور اس خدمت کے عوض کسی قدر تنخواہ بھی لیویں۔ مگر آپ نے یہ درخواست قبول نہ فرمائی۔ ساری عمر مدرسہ سے ایک حبہ تک کے روادار نہ ہوئے۔ حالانکہ رات دن مدرسہ کی بہبودی کے لئے مصروف رہتے۔ اگر کبھی مجبوراً مدرسہ کی قلم دوات سے کوئی اپنا ذاتی خط لکھ لیتے تو فوراً ایک آنہ مدرسہ کے خزانہ میں داخل کر دیتے (سوانح قاسمی صفحہ ۵۳۶) صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنا اسی کو کہتے ہیں۔ قوم کا روپیہ بیت المال کا حکم رکھتا ہے۔ اس کا کوئی حصہ اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت نانوتویؒ کے مزاج میں حرارت بہت تھی۔ اور موسم گرما میں سرد مقام بہت مرغوب تھا۔ مدرسہ میں ایک سرد خانہ تیار ہوا۔ گرمی کی بہت شدت تھی۔ مولوی رفیع الدین صاحب نے عرض کی کہ سرد خانہ تیار ہے۔ وہاں دوپہر کو آرام کیا کیجئے۔ فرمایا میں کون ہوں جو اس میں آرام کروں یہ طالب علموں کا حق ہے۔ آپ نے کبھی سرد خانہ (تہ خانہ) میں جا کر استراحت نہ کی۔ اور گرمی کی تکلیفیں سہتے رہے ہند و پاکستان کے ارباب مدرسہ آنکھیں کھول کر اس واقعہ کو پڑھیں اور سوچیں۔ کیا حضرت کا یہ طرز عمل ناقابل عمل ہے۔ کیا کوئی اب بھی اس احتیاط کو برتنے کے لئے تیار ہے۔ اللہ تعالےٰ بار بار مغفرت فرمائیں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بڑا کارنامہ سرانجام فرما گئے۔ کاش لوگ سبق حاصل کرتے بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے تو سونے کی دیواریں بنا لیتے۔ مدرسہ دیوبند کی عمارت کو لاکھوں پختہ اینٹوں سے تعمیر کرا دیا۔ مگر آپ نے گھر میں ایک چھوٹا روڑا بھی نہ لگوایا۔ اسے کہتے ہیں ایثار اور قربانی۔ اپنے عقیدتمندوں سے مدرسہ کو چمکا دیا۔ اس کی ساری ضرورتیں پوری کروائیں۔ مگر خود اپنے لئے ایک حبہ بھی قبول نہ فرمایا۔

حضرت نانوتویؒ دنیا کو بڑی حقارت سے ٹھکرا دیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے نوابوں نے ملنے کی خواہش و تمنا کی۔ مگر کسی سے نہ ملے۔ اور جب کبھی ملے تو دین کے لئے ملے۔ ایک دفعہ ایک رئیس و نواب نے بہت بھاری رقم بڑے اصرار سے پیش کی اور بڑی التجا کی کہ حضرت قبول فرما لیں۔ مگر حضرت نے بالکل انکار فرما دیا۔ اس نواب نے روپئے آپ کی جوتیوں میں ڈال دیئے اور سمجھا کہ اس طرح اٹھوا لیں گے مگر حضرت اپنی جوتیوں کو جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور ہنس کر فرمانے لگے۔ دیکھو دنیا ہمارے قدموں پر گرتی ہے۔ اور دنیا دار اس کے قدموں پر گرتے ہیں۔ (سوانح قاسمی صفحہ ۵۷۸)۔

بجز گنے چنے حضرات کے اب یہ بے نیازی اور خلوص کہاں رہی۔ جب سے ہم میں بھی دنیا طلبی آ گئی ہے۔ ہم ذلیل ہو گئے اور دُنیا نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ کاش مسلمان اسلاف کے ان واقعات کو رہنما بنائیں۔ مگر اب تو سبق حاصل کرنا عنقا ہو گیا ہے۔ اسی خدا ترسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس مخلص اور مقبول بندہ کی برکت سے اس دارالعلوم کو مرکزیت کا شرف بخشا ہے۔ اور دن دوگنی۔ رات چوگنی ترقی دی۔ ہر زمانہ میں سینکڑوں مدرسین اور ہزاروں طلباء کی نفری موجود رہی۔ اور الحمدللہ آج بھی اپنی اعلےٰ حالت پر موجود ہے۔ اس پُر فتن اور پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ظاہری اسباب بھی کالعدم ہو گئے۔ سینکڑوں مدرسین اور ہزاروں طلباء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے موجود ہیں اور صبح و شام تین ہزار آدمیوں کا کھانا اب بھی تیار کیا جاتا ہے اور کھلایا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ حضرت نانوتویؒ کے اخلاص کی برکت ہے اور اُن کی کھلم کھلی کرامت ہے۔ دنیا کے اندر ہزاروں انقلاب آئے اور آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ مگر دارالعلوم دیوبند کو یہ حیرت انگیز غیبی نصرت نصیب ہوئی کہ کسی بڑے سے بڑے مخالف کی مخالفت نے ایک بال برابر نقصان نہ پہنچایا اور نہ ہی انشاءاللہ پہنچا سکیں گے۔ انگریز جو ہمارا سب سے بڑا دشمن اور مخالف تھا۔ باوجود شدید عداوت کے ذرہ برابر بھی نقصان نہ کر سکا حالانکہ حکومت اور راج بھی انگریزوں کا تھا ؎

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

آج وہ انگریز دشمن کہاں ہے

کان لم یغنوا فیھا۔ دیوبند اسی طرح سے موجود ہے اور انشاءاللہ موجود رہیگا۔

حدیث۔ من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب یعنی جو اہل اللہ سے دشمنی اور عداوت رکھے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کا چیلنج دیا جاتا ہے انگریز جس نے اکابر دیوبند اہل اللہ سے بغض و دشمنی رکھی اور ہر ممکن کوشش ان کو نقصان پہنچانے میں اور دارالعلوم دیوبند کو ختم کر دینے میں کی۔ لیکن وہ خود ختم ہو گیا۔ انگریز کو ہندوستان سے نکالنے والی اگر کوئی طاقت تھی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ طاقت علمائے دیوبند کو بخشی تھی۔ جس کا مدلل ثبوت بندہ اگلی قسط میں انشاءاللہ ناظرین کے سامنے پیش کریگا اس وقت بطور نمونہ اس عطا شدہ طاقت کا صحیح اور ٹھوس ثبوت پیش کرتا ہوں لکھا ہے کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تکلم باری تعالیٰ ہوا تو حضرت نے عرض کی کہ یا اللہ ان انگریزوں کو میرے ملک ہندوستان سے نکال دے۔ ارشاد ہوا یہ تو تیرے ملک کے خادم ہیں۔ نہریں سڑکیں بنائیں گے اور ریلیں چلائیں گے تیرے ملک ہندوستان کو خوب آباد و شاداب کریں گے۔ یہ انگریز تو ہم نے ملک میں بحیثیت خادم بھیجے ہیں۔ جب یہ اپنی خدمت کو پورا پورا سرانجام دیں گے اور تیرا ملک آباد ہو جائے گا۔ سڑکیں نہریں

باقی صفحہ ۱۹ پر

جناب محمد شفیع عمرالدین ٹھٹھہ

؎ غافل منشیں نہ وقت بازی ست
وقت ہنر است و کارسازی ست

اپنے سود و زیاں کی فوراً فکر کرو۔ اور اپنی بہتری کے لئے جد و جہد کرتے رہو۔ وَ مَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ (العنکبوت آیت ۶۔ ع ۱۔ پ ۲۰۔) ترجمہ اور جو شخص کوشش کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لئے کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی)

یعنی اللہ تعالےٰ کی ملاقات اور اس کی رضاجوئی کو اپنا مقصد حیات بنانا۔ پھر سوسائٹی میں ترقی کرنا۔ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے اور اللہ تعالےٰ کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس مقصد حیات کو اگر سامنے رکھا جائے گا۔ تو اس سے انسان کے ہر دو تعلقات۔ تعلق باللہ اور تعلق عن الخلق اچھے ہو جائیں گے اور اسکی زندگی بڑے پُرسکون طریقہ سے گزرے گی۔ یہ اپنے آپ کو جنت میں سمجھنے لگ جائیگا نہ یہ کسی کو دھوکا دے گا۔ اور نہ کوئی اسے دھوکا دے گا۔ یہ عزت مندوں کی عزت کرے گا۔ اور مستحقین رحم پر رحم کریگا۔ اس واسطے سوسائٹی بھی اس کی عزت کرے گی اور اس پر رحم کرے گی۔ اس دینی عقیدے پر جو سوسائٹی مرتب ہوگی انسان کا اس سے سراپا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اگر دینی پہلو جماعت سے نکال دیا جائے تو وہ زہر سے بھر جاتی ہے۔ ظاہری صورت اور ہے۔ مگر اندر کچھ بھی نہیں۔ ایسے حالات میں عام طور سے نفاق پھیل جاتا ہے۔ یہ چیز جو دینی جُز کو چھوڑنے کے بعد پیدا ہو جاتی ہے خود انسان کے لئے مُضر ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں ”جہاد تلوار چلانے کا ہی نام نہیں۔ انسان نیکیوں کی کوشش میں لگا رہے یہ بھی ایک طرح کا جہاد ہے“۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

چوں سر شکستہ نیست سر را مبند
یک دو روزی جہد کن باقی بخند

کامیابی کا زینہ

صحیح طریقہ کی کوشش ہی ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (المائدہ آیت ۳۵۔ ع ۶۔ پ ۶) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو اور اللہ کا قرب تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

پہلا زینہ ہے (اتقوا اللہ) اللہ سے ڈرو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی اللہ کی سب منع کی ہوئی باتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم اس چیز کو معلوم کر لو۔ جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روؤ اور بہت کم سوؤ۔ (مشکوٰۃ باب رونے اور ڈرنے کا بیان)

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے پروردگار نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱) ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا۔
(۲) غصہ اور رضامندی کی حالت میں سچی بات کہنا
(۳) فقر اور غنا میں میانہ روی اختیار کرنا۔
(۴) جو مجھ سے قطع تعلق کرے۔ اس سے بھی میں قرابتداری قائم و برقرار رکھوں۔
(۵) جو شخص مجھے محروم رکھے۔ میں اُسے دُوں۔
(۶) جو شخص مجھ پر ظلم کرے میں اس کو (باوجود انتقام کی قدرت کے) معاف کر دوں۔
(۷) میری خاموشی میں غور و فکر ہو۔
(۸) میری گویائی ذکر الٰہی ہو۔
(۹) میری نظر عبرت حاصل کرنے کے لئے ہو (۱۰) میرے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ میں امر بالمعروف کروں۔ (مشکوٰۃ شریف)

دوسرا زینہ ہے (وابتغوا الیہ الوسیلۃ) اور اس کا قرب تلاش کرو۔

قرب الٰہی کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ سب ممنوعات الٰہی کو چھوڑ دے۔ اور اس کے اوامر پر عمل کرے۔ آپ اس حقیقت پر کیوں غور نہیں کرتے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو فرما دیا تھا۔ کہ

”تو تم اور تمہاری بیوی جنت میں جا کر رہو اور اس سے جو چاہو۔ اور جہاں سے چاہو۔ کھاؤ۔ (البقرہ آیت ۳۵ ع ۴)۔ ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا۔

وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (البقرہ آیت ۳۵)
ترجمہ۔ اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ۔ پھر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور جب جنت چھوڑائی گئی اور اس جہان میں بھیجے گئے تو فرما دیا۔

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (البقرہ آیت ۳۸۔ ع ۴۔ پ ۱)
ترجمہ۔ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے۔ پس جو میری ہدایت پر چلیں گے۔ ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی آخری ہدایت قرآن مجید ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ (یونس آیت ۵۷)
ترجمہ۔ اے لوگو! تمہارے رب سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے۔ اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

حاصل یہ نکلا قرآن کریم سب انسانوں کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت ہے۔ جس پر ایمان لانا اور عمل کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔ مگر اب بہرہ ور صرف وہ انسان ہونگے جو ایمان لائیں گے۔ اور اسے اپنا دستور العمل بنائیں گے۔ اور بے ایمان گھاٹے میں رہیں گے۔ مگر اس کے باوجود اکثریت کی حالت

قابلِ افسوس ہے کہ اس پر ایمان لا کر دونوں جہانوں کی زندگی کا سرور حاصل نہیں کرتے۔ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ٥ (الرعد آیت ۱) ترجمہ۔ اور جو کچھ تیرے رب سے اُترا ہے سو حق ہے اور لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔

حالانکہ قرآن مجید سارے جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥ (القلم آیت ۵۲)

ترجمہ۔ اور حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا کے لئے صرف نصیحت ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سارے لوگوں کے لئے ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ٥ (السبا آیت ۲۸۔ ع ۳)۔

اور ہم نے آپ کو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کیلئے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح۔

یہ توحید کے ساتھ رسالت کا ذکر دیا۔ یعنی آپ کا فرض اور آپ کی بعثت کی غرض یہ ہی ہے کہ نہ صرف عرب کو بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو ان کے نیک و بد سے آگاہ کر دیں۔ سو کر دیا۔ جو نہیں سمجھتے وہ جانیں۔ سمجھدار آدمی تو اپنے نفع ونقصان کو سوچ کر آپ کی بات کو ضرور مانیں گے ہاں دنیا میں کثرت جاہلوں اور ناسمجھوں کی ہے۔ ان کے دماغوں میں کہاں گنجائش ہے کہ کارآمد باتوں کی قدر کریں۔

'وسیلہ' وہ ہے "جس کے ذریعے سے مقصد حاصل ہو سکے"۔ (ابن کثیر رح)

مقصد حاصل قرآن کریم اور اس کی شرح حدیث پر عمل کرنے سے حاصل ہوگا اور ہر کام اسوہ حسنہ کی روشنی میں کرنا ہوگا۔

تیسرا زینہ ہے جہاد فی سبیل اللہ جانی اور مالی جہاد محض اسکی رضا جوئی کی خاطر کرنا۔

حدیث۔ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو دو قطرے اور دو نشان بہت پیارے ہیں ایک خدا کے خوف سے نکلا ہوا آنسو کا قطرہ اور دوسرا اس خون کا قطرہ جو خدا کی راہ میں بہایا جائے اور دو نشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو خدا کی راہ میں زخم یا چوٹ وغیرہ سے آئے۔ اور دوسرا خدا کے فرائض میں سے کسی فرض کا نشان (مثلاً سجدہ وغیرہ کا نشان۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد)

اللہ کی راہ میں کوشش

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰکُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ٥ الحج آیت ۷۸۔ ع ۱۰ پ ۱۷)

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اسی نے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی تاکہ تم پر رسول گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑو وہی تمہارا مولیٰ ہے۔ پھر کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔" اللہ کی راہ میں کوشش کرنے کے بارے میں حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح فرماتے ہیں۔

"اپنے نفس کو درست رکھنے اور دُنیا کو درستی پر لانے کیلئے پوری محنت کرو۔ جو اپنے بڑے اہم مقصد کے شایانِ شان ہو آخر دنیوی مقاصد میں کامیابی کیلئے کتنی محنت اٹھاتے ہو۔ یہ دین کا اور آخرت کا دائمی راستہ ہے۔ جس میں جس قدر محنت برداشت کی جائے انصافاً تھوڑی ہے (تنبیہ) لفظ "جاہدو" میں ہر قسم کی زبانی۔ قلمی۔ مالی۔ بدنی کوشش شامل ہے اور جہاد کی تمام قسمیں (جہاد مع النفس جہاد مع الشیطان، جہاد مع الکفار، جہاد مع البغاۃ جہاد مع المبطلین) اس کے نیچے مندرج ہیں

حاصل کلام یہ کہ خوش نصیبی مسلمانوں کے حصے میں آئی ہے کہ انہیں کامل رسول مکمل شریعت آسان اور عمدہ دین عطا ہوا ہے ان انعامات الٰہی کی انہیں بڑی قدر کرنی چاہیئے اور فرائض کا بہت خیال رکھنا چاہیئے پنجگانہ نماز جملہ ارکان بجا لا کر باجماعت ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہنا چاہیئے

اللہ تعالےٰ نے تمہیں حضرت ابراہیمؑ کے دیئے ہوئے پیارے نام "مسلمان" کے لقب سے نوازا ہے۔ "مسلمان" کے معنی ہیں حکم بردار اب آپ اس لقب کے حقدار بنو اور سب احکام الٰہی سنت رسول اللہ کے مطابق بجا لاؤ۔ آپ کے ذمے بہت بڑی ڈیوٹی ہے۔ خود کو سدھارنا اور سارے جہان کو راہ راست پر لانے میں مستعد رہنا ہے۔ اب آپ ایسا موقعہ ہرگز نہ دینا کہ لوگ یہ کہنے لگ جائیں کہ

ہرکہ خود گم است کرا رہبری کند

دین اور شریعت کا ہر حکم سہل و آسان ہے صرف ہمارا نفس بہکا کر ہمیں ان پر عمل پیرا ہونے نہیں دیتا۔ فوراً اسکے ٹھیک کرنیکی کوشش کرو۔

جوئندہ یابندہ

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ٥ (العنکبوت آیت ۶۹ ع ۷۔ پ ۲۱) ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سجھاوینگے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

"اپنی راہیں" یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے (موضح القرآن)

ہر کام خواہ ادنےٰ ہو یا اعلےٰ اور ہر چھوٹے بڑے مقصد کے لئے بندہ کے ذمے صرف یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھ کر اس میں ہاتھ ڈال دے۔ حتی الامکان کوشش کرے۔ کوشش کرنا تو بندے کا کام ہے آگے منزلِ مقصود تک پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو کوشش کرتا ہے اللہ تعالےٰ اسکی محنت رائیگاں نہیں کرتا اسے کامیابی کی راہیں دکھا دیتا ہے

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل توانی بکوشش حافظؒ

حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح فرماتے ہیں۔ یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا ہے۔ اپنے قرب و رضا اور جنت کی راہیں سجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قدر انکی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں کہ دوسروں کو احساس تک نہیں ہوتا۔ یعنی اللہ کی حمایت اور نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

مولانا حالیؒ نے ہماری ہمت خوب بڑھائی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے — جہاں تک ہو کام اپنے خود ہی سنوارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے — یہ ہیں عارضی زور کمزور سارے

چھپا دست ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

از جناب عبدالرشید صاحب لدھیانوی راولپنڈی

سیرت نبوی کا ایک اہم باب

دوسری قسط

نبوت محمدی کی تجدید اور اس کا عمل تکمیل اسی پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ آپ نے ہمیں دعا کرنا بھی سکھایا ہے۔ آپؐ نے انسانیت کے خزانے کو اور دنیائے ادب کو دعاؤں کے ان جواہرات سے مالا مال کیا جنکی نظیر اپنی آبداری و درخشانی میں صحف سماوی کے بعد مل نہیں سکتی آپؐ نے اپنے مالک سے ان الفاظ میں دعا کی جن سے زیادہ مؤثر اور بلیغ الفاظ جن سے زیادہ موزوں و مناسب الفاظ انسان لا نہیں سکتا۔ الفاظ شہادت دیتے ہیں کہ یہ ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکلے ہیں۔ ان میں نبوت کا نور ہے۔ پیغمبر کا یقین ہے۔ "بندۂ کامل" کا نیاز ہے۔ محبوب رب العلمین کا اعتماد و ناز ہے۔ فطرت نبوت کی معصومیت و سادگی ہے۔ دل دردمند و قلب مضطر کی بے تکلفی و بے ساختگی ہے۔ صاحب غرض و حاجتمند کا اصرار و اضطرار بھی ہے اور بارگاہ الوہیت کے ادب شناس کی احتیاط بھی۔ دل کی جراحت اور درد کی کسک بھی ہے اور چارہ ساز کی چارہ سازی اور دلنواز کا یقین و سرور بھی۔ درد کا اظہار بھی ہے اور اس حقیقت کا اعلان بھی کہ

درد با دادی و درمانی ہنوز!

یہ دعائیں اپنی روحانی و معنوی قدر و قیمت کے علاوہ اعلےٰ ادبی قدر و قیمت کی حامل بھی ہیں اور دنیا کے ادبی ذخیرے کے وہ زلور اور شہ پارے ہیں جن کی نظیر انسانی لٹریچر میں نہیں مل سکتی۔ بہت سے ناقدین ادب نے نجی خطوط کو اس وجہ سے ادب میں اعلےٰ مقام دیا ہے کہ وہ بیساختہ اور تکلفات سے دور ہوتے ہیں اور ان میں دلی جذبات کی بے تکلف ترجمانی ہوتی ہے۔ لیکن ان کو معلوم نہیں کہ ع

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ادب کی ایک قسم اور بھی ہے۔ جس میں خطوط سے زیادہ بے تکلفی اور بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ جس میں سارے حجابات اور اصطلاحات اٹھ جاتے ہیں۔ جس میں صاحب کلام اپنا دل کھول کر رکھ دیتا ہے اور اسکی زبان اس کے دل کی حقیقی ترجمان بن جاتی ہے۔ جب متکلم داد و تحسین سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ سامعین کی خاطر بات نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے دل کے تقاضے سے گویا ہوتا ہے۔ ادب عالی کی یہ قسم "دعا و مناجات" ہے ــ ادب کا ایک اہم عنصر صداقت و خلوص ہے۔ اس عنصر کی جیسی نمود دعا و مناجات میں پائی جاتی ہے ادب کی کسی اور قسم میں نہیں پائی جا سکتی۔ پھر جب صاحب دعا صاحب درد بھی ہو اور اس کو اپنے دردِ دل کے اظہار پر اعلےٰ درجہ کی قدرت بھی ہو۔ تو پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ ادب کا معجزہ بن جاتے ہیں۔ اور وہ الفاظ نہیں ہوتے۔ بلکہ دل کے ٹکڑے اور آنکھ کے آنسو ہوتے ہیں اور وہ صدیوں تک ہزاروں انسانوں کو تڑپاتے رہتے ہیں۔ پھر جب ان مطالب کو ادا کرنے والی زبان وہ ہو جو وحی کی گذرگاہ اور فصاحت و بلاغت کی بادشاہ ہو تو پھر ان کی تاثیر و اعجاز کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ حدیث و سیرت کے دفتر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دعائیں منقول ہیں۔ ان پر نظر ڈالیئے کیا کوئی بڑے سے بڑا ادیب اپنی بے بسی و کمزوری کا نقشہ کھینچنے کے لئے اپنا فقر و احتیاج بیان کرنے کے لئے اور دریائے رحمت کو جوش میں لانے کے لئے اس سے زیادہ مؤثر اس سے زیادہ دلآویز اور اس سے زیادہ جامع الفاظ لا سکتا ہے۔ ایک بار سفر طائف کا نقشہ سامنے لایئے اور مسافر طائف کے شکستہ دل اور خون آلود پاؤں پر نظر ڈالئے۔ پھر غربت و مظلومیت کی اس فضا میں ان الفاظ کو پڑھیئے۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْا ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھُوَ اِنِّیْ عَلَی النَّاسِ رَبِّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَوْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ یُّحِلَّ بِیْ غَضَبُکَ اَوْ یُنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ (تاریخ طبری)

ترجمہ۔ الٰہی میں اپنی کمزوری بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کی بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ درماندہ عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے۔ مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ کیا بیگانہ ترشرو کے یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے اسکی پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے نور کی پناہ چاہتا ہوں۔ جس سے سب "تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا و دین کے کام ٹھیک ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری نارضامندی مجھ پر وارد ہو۔ مجھے تیری رضامندی اور خوشنودی درکار ہے۔ اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے

کیا کبھی جب آپ کو ایسا وقت پیش آئے اور آپ کے دل کی کیفیت یہی ہو۔ تو آپ ان سے بہتر اور ان سے زیادہ مؤثر الفاظ لا سکتے ہیں۔ یا آپ کو دنیا کے ادبی ذخیرے میں اپنے دل کی ترجمانی کے لئے اس سے بہتر لفظ مل سکتے ہیں ــــــ اسی طرح میدان عرفات کا تصور کیجئے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کفن بر دوش انسانوں کا مجمع ہے لبیک کی صداؤں اور حجاج کی دعاؤں سے فضا گونج رہی ہے۔ خدا کی شان بے نیازی اور عظمت و جبروت کا نقشہ سامنے ہے۔ انسانوں کے اس جنگل میں ایک برہنہ سر احرام پوش ایسا بھی ہے (فداہ ابی و امیؐ) جس کے کاندھوں پر ساری انسانیت کا بار ہے جو ہر دیکھنے والے سے زیادہ خدا کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور ہر جاننے والے سے زیادہ انسان کی درماندگی اور بے بسی سے واقف ہے۔ اس

پُر تاثیر اور پُر ہیبت فضا میں اس کی آواز بلند ہوتی ہے اور سننے والے سنتے ہیں۔

اللھم انک تسمع کلامی و تری مکانی و تعلم سرّی وعلانیتی لا یخفی علیک شی من امری و انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنبہ۔ اسئلک مسئلۃ المسکین و ابتھل الیک ابتھال المذنب الذلیل وادعوک دعاء الخائف الضریر، دعاء من خضعت لک رقبتہ فاضت لک عبرتہٗ و ذل لک جسمہ و رغم لک انفہٗ اللھم لا تجعلنی بدعائک شقیًا وکن بی رؤفًا رحیما یا خیر المسئولین و یا خیر المعطین۔ (کنز الاعمال)

ترجمہ۔ اے اللہ تو میری بات کو سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے۔ تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ میں مصیبت زدہ ہوں۔ محتاج ہوں۔ فریادی ہوں۔ پناہ جو ہوں۔ پریشان ہوں۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والا اقرار کرنے والا ہوں۔ تیرے آگے سوال کرتا ہوں۔ جیسے بیکس سوال کرتے ہیں۔ تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں۔ جیسے گناہگار ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہوں۔ جیسے خوفزدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہے۔ اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو۔ اور اس کے آنسو بہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو۔ اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ۔ اور میرے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم والا ہو جا۔ اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر۔ اے سب دینے والوں سے اچھے۔

کیا خدا کی عظمت و کبریائی اور اپنی ناتوانی و بے نوائی۔ فقر و احتیاج۔ عجز و مسکنت کے اظہار و اقرار کے لئے اور رحمت خداوندی کو جنبش میں لانے کے لئے ان سے زیادہ پُر خلوص۔ پُر تاثیر اور دلنشین الفاظ انسانی کلام میں مل سکتے ہیں اور اپنے دل کی کیفیت اور عجز و مسکنت کا نقشہ بہتر الفاظ میں اس سے بہتر کھینچا جا سکتا ہے؟ یہ الفاظ تو دریائے رحمت میں تلاطم پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ آج بھی ان لفظوں کو ادا کرتے ہوئے دل اُمڈ آتا ہے۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور رحمتِ خداوندی صاف متوجہ معلوم ہوتی ہے۔ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی ہزار دل رحمتیں کہ ایسی پُر کیف اور اثر آفرین دُعا امت کو سکھا گئے اور "بابِ رحمت" پر اس طرح دستک دینا بتا گئے۔

اسی طرح دین کو جو چیز آسان میں مرغوب محبُوب بناتی ہے۔ گناہوں سے طبعی نفرت پیدا کرتی ہے۔ دنیا کی محبت کو ریشہ ریشہ سے نکالتی اور اس کی بڑی سے بڑی عظمت کو دل و نگاہ سے گراتی۔ بڑے بڑے امتحانوں میں قدم کو جماتی اور دل کو تھامتی ہے وہ حقیقی "محبت الہیٰ" ہے۔ جس کا دل اس محبت کا لذت آشنا ہو گیا۔ اس کے دل کو نہ کوئی جلال مرعوب کر سکا۔ نہ کوئی جمال مسحور کر سکا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

ضابطہ کا تعلق یا قانون اطاعت اس محبت کا قائم مقام نہیں ہو سکتا کہ ضابطہ چور دروازے بھی پیدا کر لیتا ہے۔ تاویلیں اور قانونی موشگافیاں بھی جانتا ہے۔ اکتاتا بھی ہے۔ تھک بھی جاتا ہے لیکن محبت تاویل سے ناآشنا اور تکان اور اکتاہٹ سے بیگانہ ہے کہ وہ زخم بھی ہے اور مرہم بھی۔ راہ بھی ہے اور منزل بھی۔

عاشقاں را خستگیٔ راہ نیست
عشق خود راہ است وہم خود منزل است

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے اس محبت الہیٰ کی دعا فرمائی ہے۔ ایک دُعا کے الفاظ ہیں۔

اللھم اجعل حبک احب الیّ من نفسی و اھلی و من الماء البارد (ترمذی)

ترجمہ۔ اے اللہ اپنی محبت مجھے پیاری کر دے۔ میری جان سے اور میرے گھر والوں سے اور سرد پانی سے ——

لیکن یہ محبت یہ اطاعت یہ توفیق عبادت یہ ذکر و شکر کی دولت سب اسکی اعانت و عنایت پر منحصر ہے۔ اس لئے محبوب خدا نے اپنے ایک محبوب صحابی کو پُر محبت الفاظ میں تاکید فرمائی۔

یا معاذ واللہ لاحبک اوصیک یا معاذ لا تدعن فی کل صلوٰۃ ان تقول اللھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک۔

ترجمہ۔ اے معاذ، واللہ مجھے تم سے محبت ہے۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ یہ دعا کسی نماز میں ترک نہ ہو —— کہ اے اللہ میری اپنے ذکر اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر مدد فرما —— الغرض یہ ہیں حدیث کی وہ دعائیں جن میں نبوت کا نور و یقین انبیاءؑ کا علم و حکمت اور اس معرفت و محبت کی پوری تجلیات ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت اور سید الانبیاء کا امتیازِ خاص ہے۔ جس طرح چہرہ نبوی پر نظر پڑتے ہی عبداللہ بن سلام کی طبع سلیم نے شہادت دی تھی کہ واللہ ھذا لیس بوجہ کذّاب۔ ترجمہ۔ بخدا یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ان دعاؤں کو پڑھ کر قلب سلیم شہادت دیتا ہے۔ کہ نبی معصوم کے سوا کسی کا کلام نہیں ہو سکتا عارف رومیؒ نے دونوں کے متعلق شہادت دی ہے ؎

در دل ہر کس کہ دانش را مزہ ایست
روا آواز پیغمبر معجزہ است

کمالات نبوت اور علم نبوت کی معرفت و شناخت کے لئے جس طرح سیرت کے ابواب اعمال و اخلاق و عبادات ہیں۔ اسی طرح ایک دلیل نبوت اور معجزۂ نبوی یہ ادعیہ ماثورہ بھی ہیں۔

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

ہمیں افسوس ہے کہ حکومت نے اپنی اس ذمہ واری کو اب تک محسوس نہیں کیا۔ خدا کرے کہ وہ آئندہ اس کو محسوس کر کے کچھ کر سکے

وما علینا الا البلاغ

بقیہ توبہ صفحہ ۱۲ سے آگے

چوتھی شرط ہے اس کا ہدایت اور راہ راست پر ہونا۔ ان چار مذکورہ شرائط پر طالب مغفرت پورا اُترے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔

یہ چار شرائط اللہ تعالےٰ کے غفار ہونے کی ہیں اور اس کے توّاب ہونے کی کوئی شرط نہیں۔ بس خلوص دل سے توبہ کر لے سابقہ گناہوں پر نادم و شرمسار ہو اور آئندہ کے لئے پختہ عہد کر لے کہ وہ اس گناہ کے پاس بھی نہ بھٹکے گا۔ بس توبہ ہو جائیگی غرضکہ توبہ ہی وہ دوائے کارگر ہے جو غلط اعمال و افعال کے زخموں پر مرہم کا کام دیتی ہے پھر کیوں نہ اسکو آزمایا جائے۔ اخلاص شرط اولین ہے ؎

عصام اللہ عاصی را کہ مے نالد بصد زاری
گناہم بخش ایماں را سلامت دار یا اللہ

بچوں کا صفحہ

أهٰذه الدنيا؟

کیا یہی دُنیا ہے؟

ابن العزیز یار محمد نیاز شیخو کا شہر فریدی، ڈگری تھرپارکر

عزیزانِ ملت! آج کے مرقوم ذیل مختصر مضمون میں ہم آپ کو "دنیا" کے متعلق کچھ بتائیں گے تاکہ آپ پر دُنیا کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔
لفظ "دُنیا" کے بہت معنی ہیں۔ عرف عام میں اس کا اطلاق اس جہان پہ ہوتا ہے اور اس سے دولت کے معنیٰ بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ لغوی اعتبار سے اس کا ایک معنی "لالچ" بھی لیا جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لالچ ہے کیا شئے؟ انگریزی میں ایک مشہور مقولہ ہے۔

"GREED IS A CURSE"

یعنی لالچ ایک "لعنت" ہے تو اس اعتبار سے دنیا بھی ایک ..... ہے ایک حدیث شریف میں بھی وارد ہے "اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ" یعنی دنیا مردار ہے۔ اور اس کے طلب کرنے والے کتّے ہیں۔ واضح رہے کہ طالب دنیا وہ شخص ہے جو دین چھوڑ کر محض دُنیا و دولت کا متلاشی ہو۔
لالچی "GREEDY" کے عبرتناک انجام سے کوئی فرد بشر ناواقف نہیں عین یہی حال ایک طالب دنیا کا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ تین گھرے دوست شکار کی غرض سے باہر گئے۔ یکایک انہیں ایک حسین و جمیل فربہ و جسیم ہرن برق رفتاری سے دوڑتا ہوا نظر آیا۔ ہر چند انہوں نے اس کا تعاقب کیا مگر ہرن نکل گیا۔ اس دوران میں دور راستہ میں انہیں ایک سنہری رنگ کی چمکدار شئے دکھائی دی۔ تینوں نے اُسی کا رُخ کیا۔ موقع پر پہنچ کر رُکے۔ اس شئے کو بنظر اشتیاق و عمیق دیکھا۔ بالآخر وہ سمجھ گئے کہ یہ "دنیا" (قطعۃ الذھب) سونے کا ٹکڑا) ہے۔ وہ اپنے اس حظ و نصیبہ پر بیحد خوش ہوئے۔ شکار کی دُھن ختم اب "دولت" کی لگن میں محو و مسرور! ابھی شہر سے ایک میل دُور فاصلہ پر تھے کہ انہیں بھوک کی شدت محسوس ہونے لگی۔ باہمی صلاح و مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ ہم میں سے ایک شہر جا کر کچھ کھانا خرید لائے۔ چنانچہ اُن میں سے ایک اٹھا اور شہر کی راہ لی۔ راستہ میں اُسے یہ سوجھی کہ کھانے میں زہر ملا دیا جائے تاکہ دونوں ساتھی زہر آلود کھانا کھا کر مرجائیں۔ اور اس طرح میں "دُنیا" کا واحد مالک بن جاؤں۔ بہرحال اس نے اپنے اس ناپاک خیال کو عملی جامہ پہنایا۔ ادھر اس کے ساتھیوں نے یہ سازش کی کہ آتے ہی اس کا قصہ چکا دیں۔ اور ہم دونوں اس دولت کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ جب وہ زہر آلود کھانا لے کر ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ تو فی الفور وہ دونوں آگے بڑھے۔ گویا اس کا استقبال کرنے جا رہے ہیں اور اُسے موت کی گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد زہر آلود کھانا تناول کرنے بیٹھ گئے۔ کھانا کھایا ہی تھا کہ وہ دونوں یک لخت زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ دیکھا آپ نے! "دنیا" خود ویسی کی ویسی۔ لیکن طالبان دنیا کا حشر وہ آپ کے سامنے ہے۔ ایک حقیقت نگار عربی شاعر نے اس موقعہ پر کیا ہی خوب کہا ہے ؎

وَکَمْ قَدْ رَأَیْنَا مِنْ رِّجَالٍ وَّدَوْلَۃٍ
فَبَادُوْا جَمِیْعًا مُّسْرِعِیْنَ وَ زَالُوْا

وَکَمْ مِنْ جِبَالٍ قَدْ عَلَتْ شَرَفَاتِھَا
رِجَالٌ فَزَالُوْا وَالْجِبَالُ جِبَالٌ

(ہم نے بہت سے لوگوں اور دولتوں و سلطنتوں کو دیکھا جو جلد ہلاک ہو کر مٹ گئیں۔ اور ہم نے بہت سے ایسے پہاڑ بھی دیکھے ہیں جن کی بلند چوٹیوں پر لوگ چڑھے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ گئے نیست و نابود ہو گئے۔ لیکن پہاڑ..... وہ ابھی تک باقی ہیں)
عزیزان! اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیا سے بھلائی کی امید اور توقع رکھنا پانی میں سے آگ کی چنگاری ڈھونڈنے کے مترادف ہے اور یہ امر بعید ہے۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

وَاِذَا رَجَوْتَ الْمُسْتَحِیْلَ فَاِنَّمَا
تَبْنِیْ الرَّجَآءَ عَلٰی شَفِیْرٍ ھَارٍ

یعنی امر محال کی امید رکھنا بالکل ایسے ہے۔ جیسا کہ اس کنارے پر بنا ڈالیں جو پہلے ہی گرنے والا ہے۔
لہٰذا ضروری ہے کہ ہم خود بھی متذکرہ امور سے اجتناب کریں اور اپنے حلقۂ احباب میں بھی اس قسم کی تبلیغ کریں۔ ع
مُراد ے ما نصیحت بود وگفتیم

بقیہ دار العلوم صفحہ ۱۴ سے آگے

بنا لیں گے۔ جنگلوں کو آباد کر دیں گے اور ریل گاڑیاں جگہ جگہ چلا دیں گے۔ پھر ہم ان کو یہاں سے یعنی تیرے ملک ہندوستان سے نکال دیں گے۔
اندازہ کیجئے کہ علمائے دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے کتنی طاقت بخشی ہے اور اللہ تعالےٰ سے ان کے کتنے تعلقات ہیں۔ آج اگر انگریز کو ہندوستان سے کوئی نکالنے والی جماعت ہے تو وہ حضرات دیوبند کی ہے دیوبند کی یہ کھلم کھلی کرامت ہے۔ دیکھئے حکومت و راج انگریز کا اور اقتدار انگریز کا اور انگریز کی یہ سکیم کہ تمام ہندوستان کی رعایا کو عیسائی بنا دیا جائے۔ اس پہ انگریز نے اپنی تمام طاقت خرچ کر کے پورا پورا زور لگا دیا۔ مگر بفضلہ تعالیٰ دارالعلوم دیوبند نے فتح پائی۔ دشمن انگریز شکست کھا کر ہندوستان سے بھاگ نکلا۔ اس قسم کی دارالعلوم دیوبند کو ہزارہا فتوحات اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نصیب ہوئیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(باقی پھر)

ایڈیٹر عبد المنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ ۱۱ روپے ششماہی ۶ روپے
سہ ماہی ۳ روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

از بیگم صاحبہ شیخ مرید احمد صاحب گجرات

اقوال حضرت علی رضی کرم اللہ وجہہ

- خوشی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے نفس کی فکر میں مشغول اور لوگوں کے عیبوں سے غافل رہے۔
- خوشی ہے اُس شخص کے لئے جس نے آخرت کو یاد رکھا۔ اور اس کے لئے بہت سا توشہ تیار کر لیا۔
- زیادہ ملامت سے غصے کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔
- گھر میں غصّے ہونا گویا اس کو ویران کرنا ہے۔
- بڑھاپے میں وقار اور سنجیدگی جوانی کی تازگی سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔
- اگر تو صبر کرے گا تو جو کچھ تیری تقدیر میں لکھا ہے۔ وہی ہوگا۔ مگر اس پر تجھے اجر اور ثواب ملے گا۔
- اگر بے صبری کرے گا تو بھی تقدیر کی نوشت پوری ہوگی۔ لیکن اس پر گنہگار ہوگا۔
- بلاشبہ اگر تم غصّے اور غضب کی اطاعت کروگے تو وہ تم کو سخت ہلاکت میں ڈالے گا۔
- ہوشیار شخص صرف وہ ہے۔ جسکے تمام مشغلے اپنے نفس کی اصلاح کے لئے تمام فکر اپنے دین کی درستی کے واسطے اور تمام کوششیں آخرت کی بہبودی کی غرض سے ہوں۔
- بزرگی اسی کا نام ہے کہ جس نادار کو کوئی تاوان دینا پڑے اسے اپنا مال عطا کرے۔ جس سے کوئی قصور سرزد ہو جائے اسے درگذر کرے
- عقلمندی یہی ہے کہ انسان گناہوں سے خالی اور پاک ہو۔ انجام کار میں فکر اور غور کرے۔
- کرم یہی ہے کہ انسان اپنی مرغوب چیزیں خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرے اور حاجتمندوں کی حاجتیں پوری کرے
- پرہیزگاری صرف یہی ہے کہ آدمی سوچ سمجھ کر ۴۴

خلافت معاویہ و یزید

اس کتاب کے بارے میں دار العلوم دیو بند کی طرف سے بذریعہ تار پریس کو مطلع کیا جا چکا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف واشاعت وغیرہ سے دار العلوم دیو بند کا کوئی تعلق نہیں ہے دار العلوم سے اس کا کسی طرح کا بھی انتساب سراسر بہتان اور افتراء ہے۔ جہاں تک اس کتاب کی حیثیت کا تعلق ہے ہم اسے غلط سمجھتے ہیں اس میں نہ صرف یہ کہ مسلک حق کی کوئی ترجمانی نہیں بلکہ اس کی تصریحات مسلک اہل سنت والجماعت اور ہمارے جذبات واحساسات کے سراسر خلاف اور منافی ہیں۔ اس لئے ہم اس کتاب سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔

(حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند
۱۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۵۹ء)

۴۴ روزی کمائے۔ روزی کے ناجائز طریقوں سے بچا رہے اور مطلب پرستی سے ہاتھ روکے۔

- جب عقل کامل ہو جائے تو کلام گھٹ جاتا ہے۔ یعنی عقلمند آدمی زیادہ کلام نہیں کرتا۔
- جب موت آجاتی ہے تو امیدیں ذلیل وخوار ہو جاتی ہیں اور ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔
- جب تم امیدیں باندھتے باندھتے دور جا پہنچو تو موت کی ناگہانی آمد کو یاد کرو۔
- جب تجھے کشادہ رزق ملے تو وسعت کے ساتھ خرچ کر۔ جب تنگئ رزق ہو تو قناعت کر۔
- جب کسی کو کھانا کھلائے تو پیٹ بھر کر کھلا۔
- جب شریف آدمی عالم ہو جائے تو وہ تواضع اختیار کرتا ہے۔
- جب کمینہ شخص باعلم ہو جائے تو وہ بڑائی ۴

رسالہ دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند کا علمی اور دینی ترجمان

جو گزشتہ سولہ سال سے پابندئ وقت کے ساتھ جاری ہے اسکے علمی دینی، تاریخی اور اصلاحی مضامین اپنا ایک معیار رکھتے ہیں متوازن لب ولہجہ اصلاحی مگر پُراثر مضامین علماء دیوبند کی تحقیقات۔ ادب وفکر کا ایک خوشگوار امتزاج، نئے نظریات اور مذہبی زندگی کی نفی کرنیوالی تحریکات کا منصف مزاج نکتہ چیں، کتاب و سنت کا منادی سالانہ چندہ ۶ وی پی کی فرمائش نہ کی جائے۔ پاکستانی خریدار مولانا محمد انوری مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام محلہ سنت پورہ لائلپور کو چندہ روانہ کریں مولانا کو یہ ضرور اطلاع دیں کہ یہ رسالہ دار العلوم کی رقم ہے ڈاکخانہ کی ابتدائی رسید لفافہ میں رکھ کر دفتر رسالہ کو روانہ کریں۔ غیر ملکی چندہ یعنی (افریقہ۔ امریکہ۔ بلاد عرب۔ برما ملایا۔ سنگاپور وغیرہ سے) ۱۸ شلنگ بومبئی آرڈر یا پوسٹل آرڈر سے روانہ کیا جائے۔ جملہ خط وکتابت وارسال زر کا پتہ مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر مدیر رسالہ دار العلوم دیوبند بھارت

۴ کرنے لگتا ہے۔

- جب مومن کی روح آسمان پر جاتی ہے۔ تو ملائکہ تعجب کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ یہ اس گھر میں سے جس میں ہمارے بہترین اور برگزیدہ لوگ بگڑ گئے کس طرح صحیح سلامت بچ کر آ گیا۔
- جب تو کسی دوسرے شخص میں کوئی مذموم خصلت دیکھے تو اپنے آپ کو اس خصلت سے بچائے رکھ
- جب تقدیر غالب آجائے تو تدبیر اور ہوشیاری بیکار ہو جاتی ہے۔

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا